WWW.PAKSOCIETY.COM
بچوں کا باغ
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
خوفناک نمبر
جولائی
2015
قیمت
35 روپے
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
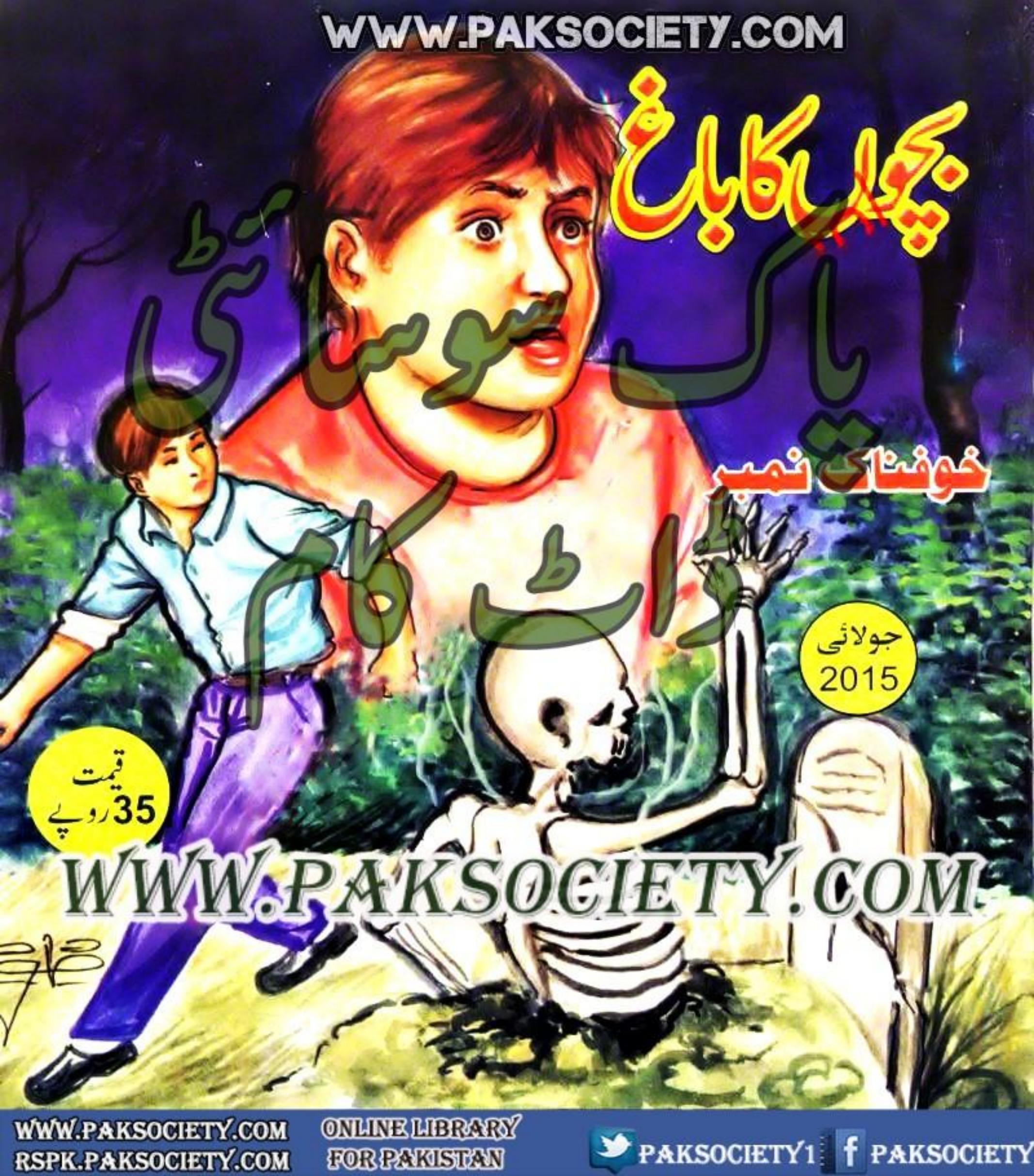
خوشنما پھولوں اور کلیوں سے آراستہ بچوں کا محبوب اور پسندیدہ رسالہ

بچوں کا باغ

CPL-223

جولائی 2015ء

جلد نمبر 42 شمارہ نمبر 7

خوفناک کہانی نمبر 1

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹری	قیمت 35 روپے	ایڈیٹر عمیر یوسف	مدیران کلثوم بانو غزالہ شبنم	مدیر اعلیٰ عنایت اللہ

مقام اشاعت ماہنامہ بچوں کا باغ 146 ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

یوسف اینڈ سنز پبلشرز نے [illegible] سے چھپوا کر 146 ۔ ہما بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سے شائع کیا!

فرمان الٰہی جل جلالہ

تو اے جن و انس تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

(سورۃ الرحمٰن، آیت نمبر 13)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
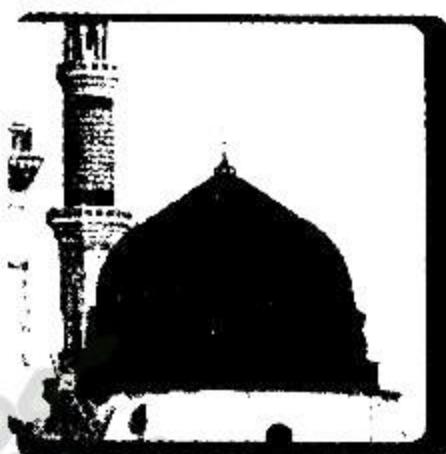
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا میں تمہیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا؟

وہ یہ کہ تم کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو زمین کے برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔

(صحیح مسلم، حوالہ:969)

بچوں کا باغ کے لائق فائق ساتھیو! السلام علیکم!

جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں ہم جولائی میں بچوں کا باغ کا ''خوفناک نمبر'' شائع کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم پہلے سے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اچھی سے اچھی کہانیاں موصول ہوتی ہیں۔ ''خوفناک نمبر'' کو شاندار شائع کرنے کے لیے ہم موصول ہونے والی تحریروں میں سے خوبصورت سبق آموز اور اصلاحی کہانیوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ اب ''خوفناک نمبر'' آپ کے ہاتھ میں ہے۔ صفحات بھی ہم نے بڑھائے ہوئے ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں آپ کو سب کہانیاں بہت پسند آئیں گی۔

رمضان المبارک کا خوشیوں، رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں آپ سب چھوٹے اور بڑے روزے رکھ رہے ہوں گے۔ اپنی عبادتوں میں خوب مشغول ہوں گے۔ پیارے محمد احمد مجتبیٰ فخر موجودات، ہادیٔ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان المبارک کمائی کا مہینہ ہے۔ زیادہ سے زیادہ عبادت کرنی چاہیے۔ اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر رب کریم کی بارگاہ میں گناہوں کی معافی کے طلبگار ہوں۔ اس کی رحمت کا دامن بہت وسیع ہے۔ وہ ہماری توبہ قبول کر کے نیک عمل پر کئی گنا نیکیاں اپنے بندے کے نام لکھ دیتا ہے ہمارے لیے یہ المیہ بڑا فکر انگیز ہے کہ دکاندار خاص طور پر ماہ رمضان میں زیادہ قیمت پر اشیائے خورد و نوش فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ انہیں رب کریم کا خوف نہیں ہوتا۔ اس کے نازل ہونے والے غضب سے بالکل نہیں ڈرتے۔ وقت آنے پر ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ یہ رب کریم ہی بہتر جانتے ہیں۔

پیارے ساتھیو! ہم آپ سے بات چیت بڑے بامعنی انداز میں کرتے ہیں۔ آپ کو بہت سی اچھی باتیں بھی سمجھاتے ہیں۔ تاکہ آپ ان پر عمل کر سکیں۔ اگلے ماہ پھر حاضر ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

آپ کا ایڈیٹر

چھلاوا

تحریر: عنایت اللہ محمود

قسط نمبر43

افضل لڑکیوں کو لے کر کمرے سے باہر آ گیا۔ جب یہ تینوں کمرے سے چلے گئے تو کھوت نے زور کا قہقہہ لگایا۔ جس میں تمسخر بھرا تھا۔ یہ دیکھ کر چھلاوہ فوراً اپنی اصلی شکل میں آ گیا اور غصہ میں بولا ''سامنے آؤ میرے'' اور پھر اُس نے دیکھا کہ ایک جن سر جھکا کر اُس کی طرف بڑھا اور چھلاوے کے قدموں پر گر گیا۔ دراصل اُس جن نے اپنے شہزادہ چھلاوے کو پہچان لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اب اُس کی خیر نہیں۔ تمہیں شرم نہیں آتی کمزور اور بے بس لڑکیوں کو تنگ کرتے ہوئے۔ چھلاوہ بولا ''شہزادے مجھے معاف کر دیں میں آئندہ کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کروں گا'' جن نے جواب دیا۔ تمہاری غلطی معافی کے قابل نہیں تم میرے ساتھ ابا حضور کے پاس چلو،

چھلاوے نے کہا۔ یہ بات سن کر جن گڑگڑانے لگا۔ مگر چھلاوے نے اُس کی ایک بات نہ سنی اور اُسے ساتھ لے کر اپنے ملک پہنچ گیا۔ اُدھر افضل نے کمرے میں جھانکا تو اُسے چھلاوہ نظر نہ آیا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ کدھر گیا ہے اُس نے کمرے میں آ کر اندر دروازہ بند کر لیا۔ کیونکہ اُس نے سوچا کہ لڑکیاں چھلاوے کو کمرے میں موجود نہ پا کر ہمارے بارے میں بھی خوفزدہ ہو جائیں گی۔ پھر اُس کے دماغ میں ایک ترکیب آئی وہ کمرے سے باہر آیا اور لڑکیوں سے کہا کہ وہ جو کوئی بھی تھا جو تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ میرے دوست نے اُسے سخت سزا دی ہے کیونکہ وہ ایسا منتر جانتا ہے۔ جس سے ایسی چیزوں کو قابو کیا جا سکتا ہے۔ اب تم دونوں دوسرے کمرے میں چلی جاؤ۔ تا کہ میرا دوست اُسے ساتھ لے کر یہاں سے چلا جائے یہ بات سن کر لڑکیاں بہت خوش ہوئیں اور پھر دوسرے کمرے میں چلی گئیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد افضل نے انھیں کمرے سے باہر آنے کا کہا۔ جب لڑکیاں کمرے سے باہر آئیں تو افضل نے

انھیں کہا کہ اب وہ جن بھوت کبھی بھی تمہیں تنگ کرنے نہیں آئے گا۔ اب تم اطمینان سے رہ سکتی ہو۔ لڑکیوں نے افضل کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اپنے دوست کا بھی شکریہ ادا کرنا اور کسی دن فارغ ہو کر ہمارے گھر کھانے پر ضرور آنا۔ افضل نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ اب اُسے گھر بیٹھ کر ہی چھلاوے کا انتظار کرنا تھا۔ اُدھر چھلاوے کو دیکھ کر ایک لمحہ کے لیے اُس کے چہرے پر باپ کی شفقت نمایاں ہوئی مگر دوسرے ہی لمحہ اُس کے چہرے پر غصہ تھا۔ اُس نے چھلاوے سے کہا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ ابھی تمہاری سزا کی مدت پوری نہیں ہوئی۔ یہ بات سن کر چھلاوے نے نہایت ادب سے اپنے باپ سے معذرت کی اور سارا واقعہ اُس کے گوش گزار کر دیا۔ یہ بات سن کر تو جنوں کے شہنشاہ کا غصہ سے بُرا حال ہو گیا۔ اُس نے غصہ سے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تمہاری جرأت کیسے ہوئی کہ تم انسانوں کی دنیا میں جا کر کسی انسان اور خاص طور پر کمزور عورتوں کو

تنگ کرو۔ کیا تم ہمارے ملک کے بنائے ہوئے اصولوں کو نہیں جانتے تھے کہ ہم جنوں میں سے کوئی کبھی بھی کسی انسان کو تنگ نہیں کرے گا۔ تم بھول گئے تھے کہ اس معاملہ میں تو ہم نے اپنے بیٹے کو معاف نہیں کیا تھا۔" یہ بات سن کر وہ جن خوف سے کانپنے لگا وہ جانتا تھا کہ اب اُس کی خیر نہیں۔ مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا اور اپنی سزا سننے کو تیار تھا۔ چھلاوے کے باپ نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ اس جن کو لے جاؤ اور اسے اندھے کنویں میں پھینک آؤ۔ جہاں سے یہ بھی نہیں نکل سکے گا اور وہیں پڑا گل سڑ کر ختم ہو جائے گا۔ یہ سن کر جن رونے لگا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اندھے کنویں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں۔ مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ ملازم جن اُسے پکڑ کر لے گئے اور پھر جنوں کا شہنشاہ اپنے بیٹے چھلاوے کی طرف متوجہ ہُوا۔ چھلاوہ نہایت ادب سے ہاتھ باندھ کر اپنے باپ کے سامنے کھڑا تھا۔

(پھر کیا ہوا اگلے شمارے میں پڑھیں)

موت کا سفر

سینکڑوں برس پہلے کی بات ہے ملک روم میں ایک نیک دل بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا ان کے خاندان میں سینکڑوں برس سے حکومت چلی آ رہی تھی۔ بادشاہ بوڑھا ہو چکا تھا اس کی ایک بیٹی تھی اس کا نام سلوی تھا سلوی جوان ہو چکی تھی اس کا ایک بھائی تھا جو کہ ابھی چار پانچ برس کا تھا۔ ان دنوں بادشاہ کچھ بیمار رہنے لگا تھا بادشاہ کا ایک وزیر تھا جو کہ پکا شیطان تھا دنیا بھر کی خباثتیں اس میں بھری ہوئی تھیں۔ وہ نہایت ظالم اور لالچی شخص تھا۔ بادشاہ کی بیماری سے بہت خوش تھا بظاہر وہ خود کو مغموم رکھتا جیسے کہ اسے بادشاہ کی بیماری کا بہت دکھ ہے ایک دن بادشاہ نے اپنی بیٹی سلوی کو اپنے پاس بلایا اور بولا' بیٹی سلوی بیماری نے میرا برا حال کر چھوڑا ہے مجھے امید نہیں کہ اب بچوں تم عورت ذات ہو کمزور ہو مگر تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں میرے مطالعہ کے کمرے کی الماری میں ایک سرخ کتاب ہے بچپن میں میں نے تمہیں جو زبان سکھائی تھی اس کتاب میں وہی تحریر ہے اگر تم پر کبھی کوئی برا وقت آئے تو تم اس کتاب کو پڑھنا اس میں جو لکھا ہو گا اس پر عمل کرنا۔

بابا جان! آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں خدا نے چاہا تو آپ جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ شہزادی سلوی نے بادشاہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ان لوگوں کی باتیں دوسرے کمرے میں وزیر بھی سن رہا تھا وہ جلدی سے اس کمرے میں گیا اور الماری میں سے وہ کتاب اٹھا لایا اور گھر آ کر اس نے خوب الٹ پلٹ کر کتاب کو پڑھنے کی کوشش کی مگر وہ اس تحریر کو نہ پڑھ سکا یہ تحریر اس کے لئے اجنبی تھی خیر اس نے وہ کتاب سنبھال کر رکھ دی۔

بادشاہ کی بیماری بڑھتی جا رہی تھی شہزادی نے بڑے بڑے حکیموں اور سیانوں کو بلا کر بادشاہ کا علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا اور پھر ایک دن ملک چین کا ایک حکیم آ کر شہزادی سے ملا شہزادی اسے بادشاہ کے پاس لے گئی حکیم نے بادشاہ کو ایک نظر دیکھتے ہی کہا شہزادی

صاحبہ اس بیماری کا علاج ممکن ہے جو بادشاہ سلامت کو لگی ہے مگر جس چیز سے بادشاہ صحت یاب ہو سکتا ہے وہ یہاں سے بہت دور سرخ پہاڑ کے دامن میں پانی میں اگنے والا ایک پھول ہے جسے سبور کا پھول کہتے ہیں اس پھول کا رس اگر بادشاہ کے حلق میں انڈیل دیا جائے تو بادشاہ سلامت نہ صرف صحت یاب ہو سکتے ہیں بلکہ ان کے اعصاب اور جسمانی قوت میں بھی زبردست اضافہ ہو سکتا ہے اور کسی بھی عام درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ان میں طاقت پیدا ہو جائے گی اور یہ برسوں تک حکومت کر سکتے ہیں۔ اس حکیم کی باتیں سن کر شہزادی بہت خوش ہوئی مگر پھر اس نے دیکھا حکیم کچھ اداس سا ہو گیا ہے وہ بولی' اے دانا شخص اب تجھے کیا ہوا تو فکرمند کیوں ہے؟

شہزادی صاحبہ! بات یہ ہے کہ وہ پھول جس علاقے میں اگتا ہے وہ یہاں سے کوسوں دور ہے دوسری بات جو تشویش کی ہے راستے کا سفر بڑا بھیانک ہے جگہ جگہ موت منہ پھاڑے کھڑی ہو گی زندہ بچ آنے کی کوئی امید نہیں۔ چینی حکیم کہتا چلا گیا۔

بس اتنی سی بات ہے اے حکیم میں اپنے باپ کے لئے موت سے بھی ٹکرا سکتی ہوں۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو مجھے کس سمت سفر کرنا ہو گا۔ شہزادی نے کہا۔

شہزادی تم اگر ضد کرتی ہو تو بتائے دیتا ہوں تم ایک نہایت تیز رفتار گھوڑا لو سورج جب سر پر آ جائے تو تم گھوڑے کو بھگا دو اور سورج کے ساتھ ساتھ سفر جاری رکھو یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے لگے تو سمجھ لینا تم نے ایک منزل طے کر لی اب آگے بڑھتے ہوئے تمہیں سخت خطرات کا سامنا کرنا پڑے گا اگر تم اس سے بھی بچ گئیں تو آگے سرخ پہاڑ کی وادی آ جائے گی اس علاقے میں دوسری منزل کی طرح خطرات نہیں ہیں البتہ سفر میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ جگہ جگہ دلدلیں ہیں جن کے بارے میں پتہ نہیں چلتا کہ یہاں دلدل ہے۔ جس طرح دوسری منزل خطرات کی تھی جس میں بہادری' نڈر پن کی ضرورت تھی تو تیسری منزل میں ہوشمندی کی ضرورت ہے ذرا بھی بے احتیاطی سے کام

یا تو دلدل لمحہ بھر کا بھی موقعہ نہیں دیتی نیچے ہی نیچے آدمی غرق ہوتا چلا جاتا ہے۔ میری دعا ہے شہزادی خدا تمہیں کامیاب لوٹ آنے کی توفیق دے۔ شہزادی کا بھائی ابھی بہت چھوٹا تھا حکومت کے کام انجام نہیں دے سکتا تھا اس لئے اسے وزیر پر ہی بھروسہ کرنا پڑا اور وہ حکومت کا انتظام وزیر کے سپرد کر کے ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس وقت جب سورج سر پر آگیا تو شہزادی نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی گھوڑا عربی نسل کا تھا ایک دم ہوا ہو گیا۔ اور پھر شہزادی کو گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے شام ہو گئی ادھر سورج غروب ہوا ادھر چاند نکل آیا شہزادی تو چاہتی تھی ابھی سفر جاری رکھے مگر مسلسل چھ سات گھنٹے دوڑتے دوڑتے اس کا گھوڑا بری طرح تھک چکا تھا گو گرم موسم نہیں تھا پھر بھی وہ پسینے میں شرابور ہو چکا تھا یہی وجہ تھی شہزادی نے گھوڑے کی لگامیں کھینچ لیں اور گھوڑا کھڑا ہو گیا اس کی سانسیں دھونکنی کی طرح چل رہی تھیں۔ شہزادی نے اسے کھلا چھوڑ دیا۔ کیونکہ وہ اس کا سدھایا ہوا تھا۔

اور وہ خود بھی ایک پیڑ کے نیچے لیٹ گئی سارے دن کی تھکاوٹ نے اسے جلد ہی نیند کی وادیوں میں پہنچا دیا اور وہ خواب خرگوش کے مزے لینے لگی اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ دوسری منزل کی حدود میں داخل ہو چکی ہے آدھی رات کا وقت ہو گا کہ اچانک کسی پرندے کے پروں کے پھڑپھڑانے سے اس کی آنکھ کھل گئی وہ یہ دیکھ کر چونکتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ درخت پر ایک بہت بڑی چمگادڑ لٹکی ہوئی تھی جس کا چہرہ عورت جیسا تھا چمگادڑ کے قریب ہی ایک ٹہنی پر ایک دیا جل رہا تھا جس کی روشنی ہی میں اسے اس چمگادڑ کا چہرہ نظر آیا تھا چمگادڑ کے چہرے پر نہایت خوفناک آنکھیں تھیں دونوں اطراف کے دانت خنجر کی طرح لمبے اور نوکیلے تھے شہزادی جیسے ہی اٹھی چمگادڑ نے قلا بازی کھائی اور پورے انسانی جسم کے ساتھ اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی شہزادی نے نہایت برق رفتاری سے میان میں سے تلوار کھینچ لی اور اس پر گرفت مضبوط کر لی وہ ہر طرح کے خطرات سے

مقابلے کے لئے تیار تھی۔ شہزادی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ کوئی خون آشام یعنی خون پینے والی چڑیل ہے اور پھر وہ جیسے ہی شہزادی پر جھپٹی شہزادی نے بھی اس کی گردن پر وار کر دیا مگر شہزادی کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ تلوار اس کے جسم سے یوں گزر گئی جیسے تلوار ہوا میں چلی ہو شہزادی تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی مگر اس نے شہزادی کو دبوچ لیا شہزادی نے خود کو اس سے آزاد کرانے کی بہت کوشش کی مگر اس چڑیل کا منہ شہزادی کی گردن کے قریب ہوتا گیا کھلے ہوئے منہ میں سے خنجر نما دانت شہزادی کی گردن کو چھونے لگے تھے شہزادی نے سوچا کہ بس اس کا کام تمام ہوا اور پھر خوف کے مارے اس نے آنکھیں بند کر لیں مگر پھر اچانک کسی نے اس پر پڑے ہوئے بوجھ کو اٹھا کر دور پھینک دیا۔ یہ ایک خون آشام مرد تھا اس سے پہلے کہ وہ خون آشام بھوت خود شہزادی کی طرف بڑھتا کہ اس چڑیل نے اٹھ کر اس بھوت پر حملہ کر دیا اور پھر ان دونوں میں لڑائی ہونے لگی۔ شہزادی نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور وہ ایک سمت دوڑ پڑی وہ دوڑتی گئی کہ اچانک اس کا گھوڑا ہنہناتے ہوئے اس کے سامنے آ گیا اور وہ اس پر سوار ہوئی اور اس نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی اس کے پیچھے نہایت خوفناک آوازیں آ رہی تھیں جیسے ہزاروں چڑیلیں چیخیں چلاتی ہوئی اس کا پیچھا کر رہی ہوں اور پھر راستے میں ایک ندی آ گئی شہزادی نے بے خوف ہوتے ہوئے گھوڑا اس میں ڈال دیا [illegible] تیرتے ہوئے [illegible] کنارے [illegible] لگا شہزادی [illegible] کنارے پر پہنچ کر دوسرے کنارے کی طرف دیکھا [illegible] وہ [illegible] دوسرے [illegible] وہ بھوت اور اس کے ساتھ پہلے والی چڑیل کے [illegible] بہت سی چڑیلیں [illegible] چیخ چلا رہی تھیں مگر وہ ندی پار نہیں کر سکتی تھیں اور پھر شہزادی [illegible] آگے بڑھی وہ چاندنی رات میں گھوڑے کو نہایت تیز دوڑا رہی تھی چند گھنٹے گزرنے کے بعد مشرق سے سپیدی نمودار ہوئی اور پھر ریتلی زمین شروع ہوئی جس پر گھوڑے کے لئے دوڑنے میں مشکل پیدا ہو رہی تھی اور پھر شہزادی کو سیٹی کی سی آواز سنائی دی جو مسلسل آ رہی تھی شہزادی نے پلٹ کر دیکھا ایک رسی پندرہ فٹ لمبی

ناگن گھوڑے کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی اسے دیکھ کر شہزادی نے گھوڑے کی لگامیں کھینچ لیں اور میان میں سے تلوار نکال لی ناگن کو دیکھتے ہی گھوڑا بھی خوفزدہ ہو گیا ناگن نے اپنا پھن پھیلایا تو وہ گھوڑے پر سوار شہزادی سے بھی بلند ہو گئی اس سے پہلے کہ شہزادی تلوار کے ایک ہی وار سے ناگن کی گردن اڑاتی ناگن ایک خوبصورت عورت کا روپ اختیار کر گئی۔ شہزادی نے فوراً ہاتھ روک لیا۔

اے شہزادی میں تیری مدد کرنا چاہتی ہوں تو خوش قسمت ہے جو ان بدروحوں سے بچ نکلیں ندی کے اس پار تم نے موت کی وادی کو عبور کیا ہے وہ چڑیلیں کسی بھی انسان کو زندہ نہیں چھوڑتیں اسی لئے اسے موت کی وادی کہا جاتا ہے اب کچھ دور تمہیں ایک سرخ پہاڑ نظر آئے گا اس کے دامن میں دلدلی علاقہ ہے اگر تم میرے پیچھے پیچھے چلی آئیں تو میں بحفاظت اس مقام تک لے چلوں گی جہاں وہ پھول کھلتے ہیں اور ایک بار پھر اس نے ناگن کا روپ دھار لیا اور تیز تیز رینگتے ہوئے ایک سمت چل پڑی شہزادی کا گھوڑا خوفزدہ تھا مگر وہ برابر ناگن کے پیچھے دوڑتا رہا اور پھر دلدلی علاقہ آ گیا شہزادی کو تو پتہ نہ چلا ناگن نے اسے ہوشیار کیا تھا اور پھر شہزادی بڑی احتیاط کے ساتھ ناگن کے پیچھے پیچھے چلتی گئی اور پھر اسے وہ پھول نظر آ گئے جس کی تلاش میں اس نے یہ موت کا سفر اختیار کیا تھا اور پھر ناگن کے کہنے پر شہزادی نے جھک کر ایک پھول توڑ لیا جو خاصا بڑا تھا اور پھر وہ ناگن کی مدد سے دلدلی علاقے سے نکل آئی ناگن اب بھی آگے آگے تھی اور جب شہزادی ندی کے قریب پہنچی تو وہ خوفزدہ ہوئی کہ اب وہ ان بھوت اور چڑیلوں سے بچ کر آگے کیسے جائے گی اس پر ناگن بولی شہزادی اب تو خوفزدہ نہ ہو اس پھول کے ہوتے ہوئے کوئی چڑیل یا بھوت تیرے قریب نہ پھٹکیں گے مگر میری ایک بات سن اب تک تو تو خطرات سے بچتی چلی آ رہی ہے مگر جب تو واپس جائے گی تو تیرے لئے بہت خطرات ہوں گے کیونکہ تیرے وزیر نے حکومت پر قبضہ کر لیا ہے تیرے باپ اور تیرے بھائی کو اس نے زندان میں ڈال دیا

ہے لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ جس خدا نے اب تک ہر بلا سے محفوظ رکھا ہے وہ آگے بھی تیری مدد کرے گا۔ یہ کہتے ہوئے ناگن جو کہ ناگوں کی رانی تھی واپس لوٹ گئی جیسا کہ اس نے کہا تھا آگے کسی بھوت اور چڑیل نے اسے کچھ نہیں کہا اور وہ بڑے آرام سے اپنے ملک کی سرحد میں داخل ہوئی۔

ادھر وزیر نے بادشاہ کی باتیں سن لی تھیں اور وہ سرخ کتاب بھی چرائی تھی مگر وہ اس کی عبارت کو پڑھ نہیں پایا تھا۔ اس کا ہامان برج نامی ایک جادوگر اس کا دوست تھا وہ اس سے ملنے آیا تو اس نے برج کو وہ کتاب دکھائی جس کی تحریر اس جادوگر نے پڑھ لی اور اٹھ کر خوشی کے مارے ناچنے لگا اور بولا' دوست اس بادشاہ کے دادا کی ایک بلا غلام تھی اس کتاب میں اسے حاضر کرنے اور اس سے کام لینے کا عمل لکھا ہوا ہے بقول تمہارے شہزادی تو کہیں گئی ہوئی ہے میرا کہا مانو تو حکومت پر قبضہ کر لو اگر اس معاملے میں سپہ سالار تمہارے آڑے آیا تو ہم اس بلا کی مدد سے اسے ہلاک کر دیں گے اب تمہیں شہزادی کی بھی پرواہ نہیں کرنا چاہئے اگر وہ آئی تو ہم اس بلا سے کہیں گے کہ وہ شہزادی کو کھا لے اس طرح اس ملک پر تمہاری حکومت ہو جائے گی تم مجھے اپنے وزیر بنا لینا اس کی بات سن کر وزیر بہت خوش ہوا اور پھر اس کا جادوگر دوست جو جو کہتا رہا وہ اس پر عمل کر کے اس ملک کا بادشاہ بن بیٹھا سپہ سالار آڑے آیا تھا مگر اس بلا نے اسے نگل لیا۔ بادشاہ اور شہزادے کو اس نے زندان میں ڈال دیا شہزادی جب واپس ہوئی تو ان دونوں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی شہزادی کو بھی پتہ چل چکا تھا کہ اس ملک پر غدار وزیر نے قبضہ کر لیا ہے مگر وہ بے دھڑک اپنے محل میں چلی گئی کسی محافظ نے اسے نہیں روکا کیونکہ وہ نمک حلال تھے۔ جادوگر اور وزیر شہزادی کے محل کے دروازے پر آئے جادوگر نے وہی سرخ کتاب والا عمل شروع کیا بلا فوراً ہی حاضر ہو گئی جادوگر نے کہا محل میں جا کر شہزادی کو کھا جاؤ وہ بلا محل میں داخل ہو گئی شہزادی نے اسے دیکھا تو خوفزدہ ہو گئی اور چاہتی تھی کہ تلوار پر

قبضہ کر کے اس بلا سے مقابلہ کرے کہ وہ بلا درمیان میں حائل ہو گئی شہزادی خوفزدہ ہو کر بھاگنا چاہتی تھی کہ بلا نے اسے اپنے پنجوں میں جکڑ لیا وہ چاہتی تھی کہ شہزادی کو ہڑپ کرے ادھر وزیر اور جادوگر ایک طرف کھڑے ہوئے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ اچانک اس بلا کی نظر شہزادی کے گلے میں پڑے ہوئے لاکٹ پر پڑی اور وہ خوفزدہ ہو گئی کیونکہ شہزادی کے گلے میں پڑے ہوئے لاکٹ پر اس کے آقا کا نشان پڑا ہوا تھا وہ بلا تو اس خاندان کی غلام تھی اس نے فوراً" شہزادی کو چھوڑ دیا اور غوں غوں کرتی ہوئی سر جھکائے ہوئے پیچھے ہٹتی چلی گئی جہاں جادوگر اور وزیر موجود تھے جادوگر نے بہت کوشش کی کہ وہ بلا اس کا حکم مانتے ہوئے شہزادی کو ہڑپ کر جائے مگر اس بلا نے الٹا ان دونوں کو دبوچ لیا اور ہڑپ کر گئی اور جب وہ بلا ان دونوں کو ہڑپ کر کے غائب ہوئی تو شہزادی نے پہچان لیا کہ اس کے باپ نے اسی کتاب کے بارے میں کچھ کہنا چاہا تھا اور جب شہزادی نے اس کتاب کو پڑھا اور ساری بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور پھر جب بھی اسے کسی مصیبت کا سامنا ہوا تو اس نے اس بلا سے مدد لی اور پھر بادشاہ بھی اسی پھول کے عرق سے صحت یاب ہو گیا اور اس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور جب شہزادہ جوان ہو گیا تو تخت و تاج شہزادے کے سپرد کر کے یاد الٰہی میں مصروف ہو گیا شہزادی کی بھی پڑوسی ملک کے شہزادے کے ساتھ شادی ہو گئی اور سب ہنسی خوشی رہنے لگے۔

عید آئی

عید آئی عید آئی بچّے اک پیغام لائی

گلیوں میں رونق سی چھائی مل گئے سب بھائی بھائی

کپڑے سب نے اچھے پہنے

بچوں کے اچھے ہیں گہنے

چہروں پہ ہے مسکراہٹ ہر قدم خوشیوں کی آہٹ

دل خوشی میں جھومتا ہے یہ فلک بھی گھومتا ہے

اب جہاں لگتا ہے پیارا

شوخ ہر اک ہے نظارا

عیدی ہم ابو سے پائیں سیر کرنے شہر جائیں

آؤ بچو آؤ آؤ سارے مل کر عید مناؤ

شاعر: ظفر محمود انجم

خوفناک کہانی

کلثوم بانو

شام کے سائے ڈھلتے جا رہے تھے سورج سرخی مائل ہو رہا تھا۔ بوڑھا نعمان حسب معمول گاڑی کے باہر ایک ٹیلے پر بیٹھا اپنے بیٹے کامران کا انتظار کر رہا تھا۔ کامران اس کے بڑھاپے کی اولاد تھی جوانی ڈھلتے ہی جب نعمان مایوسی کا شکار ہو گیا کہ اب اس بڑھاپے میں کہاں اولاد ہو گی۔ اس کی بیوی اسے تسلیاں دیا کرتی اور کہتی میاں مایوسی کفر ہے خدا میری گود ضرور ہری کرے گا گو مایوس وہ خود بھی تھی مگر دونوں میاں بیوی ہر روز پانچ وقت نماز کے بعد اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر دعائیں ضرور مانگتے۔ اور پھر خدا کو بھی ان پر رحم آ گیا اور اس کی رحمت نے جوش مارا سوکھی ٹہنی سرسبز ہو گئی اور نعمان کی بیوی کی گود بھر گئی خدا نے انہیں چاند سا بیٹا دیا ان کے گھر میں اجالا ہو گیا اس خوشی کے موقع پر میاں بیوی نے جو کچھ بھی پس انداز کیا تھا وہ خدا کی راہ میں لٹا دیا اور پھر کامران لاڈ و پیار میں پروان چڑھنے لگا۔ اب نعمان بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور کامران بھی خاصا بڑا ہو گیا اس نے باپ کو بھیڑ بکریاں چرانے سے منع کر دیا اور خود بھیڑ بکریوں کو چرانے لے جاتا اور پھر ایک دن کامران کی ماں چند دن بیمار رہنے کے بعد خدا کو پیاری ہو گئی اس کے مرنے کا باپ بیٹے کو بہت صدمہ ہوا اور پھر آہستہ آہستہ صدمے میں کمی آتی گئی۔ جب کامران پیدا ہوا تھا اس وقت بھیڑ بکریوں کی تعداد زیادہ نہ تھی مگر کامران کے بڑھتے بڑھتے بھیڑ بکریوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ نعمان کو ایک ملازم رکھنا پڑا جو کامران کے ساتھ بھیڑ بکریاں چرانے لے کر جاتا۔ ان کے گاؤں کے قریب جو چراگاہ تھی اس میں گاؤں کے دوسرے لوگوں کی بھیڑ بکریاں بھی چرا کرتی تھیں اس لئے جگہ کم پڑ گئی تھی اس لئے اب کامران نے سوچا اسے اب کوئی دوسری چراگاہ تلاش کرنا ہو گا اور پھر ایک دن وہ بھیڑ بکریوں کو ملازم کے سپرد کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر نئی چراگاہ کی تلاش میں نکل پڑا کامران نے سوچا تھا جہاں نئی چراگاہ

مے کی وہیں قریب ہی ایک مکان بنا کر وہیں رہنے لگیں گے اس طرح ان کی دیکھا دیکھی گاؤں کے دوسرے لوگ بھی وہاں آباد ہو جائیں گے۔ وہ بغیر کسی سمت کا تعین کیے ہوئے بڑھے چلے جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی چراگاہیں تو اسے بہت نظر آئیں مگر اسے کسی ایسی چراگاہ کی تلاش تھی جس کے قریب کوئی ندی یا چشمہ بہہ رہا ہوتا کہ بھیڑ بکریاں پیاسی نہ رہیں اس کا گھوڑا بھی پسینے میں شرابور ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے لگامیں کھینچ لیں گھوڑا رکتے ہی زور زور سے ہانپنے لگا۔ اس کی سانسیں کسی دھونکنی کی طرح چلنے لگی تھیں اس جگہ خاصے سائے دار درخت تھے۔ کامران نے گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا وہ سدھا ہوا تھا اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا تھا اور وہ خود ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا ابھی کچھ دیر ہی گزری ہو گی کہ اچانک سوکھے پتوں پر کسی کے چلنے کی آواز نے اسے چونکا دیا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا ایک بکری گھاس چر رہی تھی وہ اٹھ بیٹھا اسے اٹھتے دیکھ کر بکری بھاگ اٹھی اسے اس ویرانے میں بکری کو دیکھ کر حیرت ہوئی تھی اس لئے وہ بھی اٹھ کر بکری کے پیچھے بھاگا وہ دیکھنا چاہتا تھا اس ویرانے میں کون رہتا ہے جس کی یہ بکری ہے۔ بکری بھاگتے ہوئے ایک پہاڑی کی طرف جا رہی تھی جو کہ کوئی چار پانچ فرلانگ کے فاصلے پر ہو گی دوڑتے دوڑتے وہ سوچ رہا تھا یہ علاقہ نہایت سرسبز ہے کاش یہاں قریب ہی کوئی ندی یا چشمہ ہو ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے اس پہاڑی پر سے پانی گرنے کی آواز سنائی دی وہ سمجھ گیا کہ قریب ہی کوئی آبشار ہے جو ابھی تک اسے نظر نہیں آئی تھی وہ سمجھا ضرور یہاں کچھ گھر آباد ہوں گے یہ بات تو بہت اچھی تھی وہ بھی اپنے باپ کو لے کر یہاں آباد ہو جائے گا۔ وہ انہی خیالوں میں بکری کے پیچھے دوڑتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک بکری اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی وہ سخت حیران ہوا پھر اس نے سوچا آگے ضرور کوئی ایسا راستہ ہے جدھر بکری اس کی نظروں سے اوجھل ہوئی ہے وہ بھاگتا رہا یہاں تک کہ پہاڑی کے قریب جا پہنچا بکری تو اسے نظر نہیں آئی البتہ ایک غار کے دہانے پر اس کی نظر پڑی اس نے

سوچا ضرور بکری اس غار میں داخل ہوئی ہے اور پھر اس کے قدم اس غار کی طرف اٹھ گئے ابھی اس نے غار میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک مہین سی آواز نے اسے چونکا دیا۔ واپس بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ واپس بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے۔ مگر کامران ایک بہادر لڑکا تھا اس نے سوچا قدم واپس اٹھانا بزدلی ہو گی وہ خدا کا نام لے کر غار میں داخل ہو گیا اچانک اسے خوف کی ایک لہر ریڑھ کی ہڈی میں سے گزرتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے مگر جلد ہی اس نے اس خوف پر قابو پا لیا غار دور تک چلی گئی تھی دور مدھم مدھم روشنی بھی تھی یہ غار ایک سرنگ کی مانند تھی آگے جا کر یہ پہاڑی کے اس پار نکلتی تھی شروع شروع میں تو اندھیرا تھا مگر وہ جوں جوں آگے بڑھ رہا تھا روشنی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور پھر جب وہ غار سے باہر نکلا اسے ایک جھونپڑی دکھائی دی جس کے سامنے ایک بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی جس کے ایک ہاتھ میں بڑی سی ایک گڑیا تھی بڑھیا کے قریب ہی وہی بکری کھڑی تھی جس کا پیچھا کرتے ہوئے وہ وہاں تک پہنچا تھا بڑھیا کی ابھی اس پر نظر نہیں پڑی تھی وہ بکری سے باتیں کر رہی تھی اور بکری بھی اس سے انسانوں کی طرح بول رہی تھی یہ بات، کامران کے لئے نہایت حیران کن تھی۔ بکری کی باتیں سن کر بڑھیا نے ادھر ادھر نظر دوڑائی مگر اس سے پہلے ہی کامران ایک پتھر کے پیچھے چھپ چکا تھا۔ بڑھیا کو بکری نے کامران ہی کے بارے میں بتایا تھا۔ یہی وجہ تھی جب بڑھیا کو کامران دکھائی نہ دیا تو وہ غضبناک ہوتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی اور غضبناک لہجہ اختیار کرتے ہوئے چلائی۔ تو جو کوئی بھی ہے میرے سامنے آ جا ورنہ میں تجھے جلا کر بھسم کر دوں گی اس کی بات سن کر کامران پتھر کے پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے جا کھڑا ہوا وہ اس بڑھیا سے ذرا بھی خوفزدہ نہ تھا بڑھیا نے اسے دیکھا تو ایک خوفناک قہقہہ لگایا اس کے حلق سے آواز پھٹ پھٹ کر نکل رہی تھی اور پھر اس نے اپنے سر کا ایک بال توڑ کر کامران کی طرف پھینکا جس نے کامران کے دونوں ہاتھ کسی رسی کی طرح باندھ دیئے وہ بال اتنے مضبوط تھے

بے ہزار کوشش کے باوجود کامران وہ بال توڑ کر خود کو آزاد نہ کرا سکا اس بال نے کامران کو کسی آہنی تار کی طرح جکڑ رکھا تھا۔ کامران سمجھ گیا تھا کہ وہ اس جادوگرنی بڑھیا کے جال میں پھنس چکا ہے اور پھر وہ بڑھیا اس سے مخاطب ہوئی۔ او لڑکے! میرے پیچھے پیچھے چلا آ اور یہاں سے بھاگنے کی کوشش تیرے لئے بے سود ہوگی یہ میرا علاقہ ہے یہاں پر میرا راج ہے تم کو شاہ بھلوس نے جاسوسی کے لئے بھیجا ہے تم سے پہلے بھی وہ کئی لوگوں کو میرے طلسم کو توڑنے کے لئے بھیج چکا ہے مگر میں نے ان سب کو نہایت اذیتیں دے دے کر موت کی نیند سلا دیا اب تیرا بھی وہی حال کروں گی۔

مگر میں کسی شاہ بھلوس کو نہیں جانتا میں تو اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے نئی چراگاہ کی تلاش میں اس طرف آ نکلا تھا۔ کامران نے کہا۔

خاموش رہو تم سے پہلے جتنے لوگ آئے وہ سب یہی کہتے تھے جھوٹ ڈر کے مارے ان میں سچ بولنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ بوڑھی جادوگرنی نے کہا۔

مگر میں سچ کہہ رہا ہوں اور میں نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو مجھے آزاد کر دے۔ اور میری ماں بیمار ہے میرا بابا گاؤں کے باہر میرا انتظار کر رہا ہوگا پوری دنیا میں اس میرے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ تمہیں اس پر رحم آنا چاہیے۔ کامران نے کہا۔

اس کی بات سن کر بوڑھی جادوگرنی نے ایک اور زور کا قہقہہ لگایا اور پھر دانت پیستے ہوئے نہایت خوفناک نگاہوں سے کامران کی طرف دیکھنے لگی نہ جانے اس کی نظروں میں ایسا کیا تھا کہ کامران کو اپنا دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔

تم نادان ہو ہم جیسے لوگوں کے دلوں میں رحم جیسے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ ویسے اس پر غور کرنے سے پہلے سمجھے۔

اگر تمہاری شاہ بھلوس بابا کسی شخص سے دشمنی ہے تو تم اس سے مقابلہ کیوں نہیں کرتیں۔ شاید تم اس سے خوفزدہ ہو اس لئے ہم جیسے کمزور لوگوں کو مار کر بڑی بہادری کے

کارنامے انجام دیتی ہو۔ کامران نے اسے غیرت دلانا چاہی جس میں وہ کامیاب رہا اس کی بات سن کر وہ بوڑھیا دھاڑی شاہ ۔طلوس میرا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ لڑکے اب تم زندہ رہو گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھو گے میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں۔ جادوگر بڑھیا نے کہا اس کی اس بات سے کامران کی کچھ ڈھارس بندھی اور وہ بولا۔

تمہاری اس شخص سے کیا دشمنی ہے؟

کامران کی اس بات سے وہ کچھ نرم پڑ گئی اور بولی۔ میری اس سے کوئی دشمنی نہیں ایک بار یوں ہوا اس ملک کا بادشاہ سخت بیمار پڑ گیا۔ اسے خود اپنے بچنے کی کوئی امید نہ تھی ابھی اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی میں بادشاہ کے پاس گئی اور میں نے اس سے کہا' اے بادشاہ اگر میں تیرا علاج کر کے تجھے ٹھیک کر دوں تو کیا تو اپنی پہلی اولاد کو میرے سپرد کر دے گا تاکہ میرے بڑھاپے میں وہ میرا سہارا بنے بادشاہ یہ سمجھتا تھا کہ وہ زندہ نہیں بچے گا اس لئے اس نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اگر وہ ٹھیک ہو گیا اور اس کے گھر جو بھی بچہ پیدا ہو گا وہ اسے میرے سپرد کر دے گا میں نے بادشاہ کا جڑی بوٹیوں اور جنتر منتروں سے علاج کیا تو وہ صحت یاب ہو گیا میں نے اسے ایک بار پھر اس کا وعدہ یاد دلایا تو اس نے اقرار کیا کہ وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا مگر جب چند برس بعد اس کے گھر لڑکی پیدا ہوئی اور میں اس کے پاس گئی تاکہ بادشاہ کو اس کا وعدہ یاد دلا کر بچی کو ساتھ لے آؤں تو بادشاہ نے اپنے وزیر کے کہنے پر جس کا نام شاہ ۔طلوس ہے بچی کو میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا مجھے علم تھا کہ شاہ ۔طلوس بھی جادو جانتا ہے مگر مجھے خود پر اتنا اعتماد تھا کہ میں نے زبردستی بچی کو حاصل کرنا چاہا اور پھر بھرے دربار میں میں نے دھمال ڈالنا شروع کیا جس سے زمین کانپنے لگی لوگ مدہوش ہو ہو کر گرنے لگے یہاں تک کہ شاہ ۔طلوس بھی میرے اس جادو کا توڑ نہ کر سکا اور میں نے محل میں داخل ہو کر ملکہ سے بچی کو چھینا اور اپنے اس ڈیرے پر آ گئی۔

وہ شہزادی اس وقت کہاں ہے؟ کامران نے پوچھا۔

یہ میری گود میں کیا دیکھ رہے ہو؟ بڑھیا جادوگرنی بولی۔

یہ تو گڑیا ہے۔ کامران نے کہا۔

نہیں یہ شہزادی ہے جسے میں نے اپنے علم سے گڑیا بنا دیا ہے میں جب چاہتی ہوں اسے اصلی روپ میں لے آتی ہوں اس سے باتیں کرتی ہوں یہ بکری اور شہزادی ہی تو ہیں جن کی وجہ سے میرا دل بہلا رہتا ہے۔ جادوگرنی نے کہا۔

جادوگرنی بھی خاصی نرم پڑ چکی تھی اور کامران کا خوف بھی جاتا رہا تھا مگر وہ یہ سوچ رہا تھا بادشاہ تو بہت طاقتور ہوتے ہیں ان کے پاس تو بہت بڑی فوج ہوتی ہے آخر کیا وجہ ہے جو بادشاہ اس جادوگرنی سے اپنی بیٹی کو آزاد نہیں کرا سکا جادوگرنی نے جو کامران کو سوچوں میں گم دیکھا تو بولی۔ لڑکے تم کیا سوچ رہے ہو؟

میں سوچ رہا ہوں اگر بادشاہ اپنی فوج لے کر آگیا تو کیا ہوگا؟ کامران نے بات بتائی۔

اس پر جادوگرنی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور بولی۔

تو پھر میں دھمال ڈالوں گی بادشاہ اور اس کی فوج کو نچا نچا کر بے بس کر دوں گی اور پھر میرے موکل یعنی جن بھوت ان کا بھرتہ نکال دیں گے۔ جادوگرنی نے بتایا اور کامران خاموش ہو گیا اس نے ابھی تک جادوگرنی کے کسی جن بھوت کو نہیں دیکھا تھا۔ ایک طرف اسے اپنے بابا کی فکر تھی کہ وہ اس کا انتظار کرتے کرتے پریشان ہو رہا ہو گا۔ دوسری طرف اب اسے شہزادی کے بارے میں بھی ہمدردی ہو گئی تھی جو کہ گڑیا بنی جادوگرنی کی گود میں تھی وہ سوچ رہا تھا جس طرح اس کا بابا اس کے لئے پریشان ہو گا اسی طرح اپنی بچی کے لئے ملکہ اور بادشاہ کا کیا حال ہو گا نہ جانے شہزادی کتنے برسوں سے بڑھیا کی قید میں ہے اور پھر اس نے طے کر لیا کہ وہ شہزادی کو اس جادوگرنی کی قید سے ضرور نجات دلائے گا خواہ اس کے لئے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ چونکہ جادوگرنی کامران کے بارے میں نرم پڑ چکی تھی اس لئے اس نے کوئی منتر پڑھ کر کامران کی طرف پھونک ماری جس سے کامران

کے بندھن ٹوٹ گئے بڑھیا بولی' لڑکے مجھے تم سچے لگتے ہو۔ تم شاہ .طلوس کے آدمی نہیں ہو مگر میں تمہیں اس وقت تک یہاں سے جانے کی اجازت نہیں دوں گی جب تک تمہاری آنکھوں کے سامنے شاہ .طلوس کو ہلاک نہ کر دوں۔

کامران تو خود یہی چاہتا تھا کہ وہ یہیں رہے اور شہزادی کو یہاں سے آزادی دلوانے کی کوششیں کرے۔

○☆○ ○☆○ ☆○

شاہ .طلوس نیک اور وفادار انسان تھا وہ تھوڑا بہت جادو ضرور جانتا تھا یوں سمجھ لیجئے وہ حادثاتی طور پر جادوگر بن گیا تھا مگر اسے جادو سے نفرت تھی یہی وجہ تھی اس نے اپنی قوت بڑھانے کے لئے کوئی چلے نہیں کئے ورنہ شیطان کا غلام بن کر وہ بھی بہت بڑا جادوگر بن سکتا تھا اس کی دھمال جادوگرنی سے سخت دشمنی ہو گئی تھی وہ ہر حالت میں شہزادی کو جادوگرنی سے حاصل کر کے حق نمک ادا کرنا چاہتا تھا وہ اسی تگ و دو میں تھا کہ کیا کرے کہ اسے ایک بزرگ کے بارے میں پتہ چلا کہ وہ ولی کامل ہیں لوگوں کو ان سے بہت فیض حاصل ہو رہا ہے اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ ان بزرگ سے ضرور مدد حاصل کرے گا وہ جانتا تھا جادو نورانی علم کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا وہ بزرگ دور دراز ایک پہاڑی پر مقیم تھے وہیں سے انہوں نے اللہ و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا کئی گمراہ راہ پر آ چکے تھے مشرک شرک سے توبہ کر رہے تھے۔ شاہ .طلوس ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے ان کے سامنے جادو ٹونے سے توبہ کر لی اور انہیں دھمال جادوگرنی کے بارے میں بتایا کہ وہ بادشاہ کی بیٹی کو لے گئی ہے اس بارے میں وہ اس کی مدد کریں اس کی باتیں سن کر بزرگ نے آنکھیں بند کیں اور خاصی دیر تک بند کئے رہے اور جب آنکھیں کھولیں تو مسکراتے ہوئے بولے۔ تو ایک ایسے لڑکے کی مدد سے کامیاب ہو گا جو گڈریا ہے بھیڑ بکریاں چراتا ہے نیک دل ہے اس نے کبھی کوئی گناہ نہیں کیا تو کسی نہ کسی طرح میری یہ تسبیح لے جا کر اس لڑکے

کے گلے میں ڈال دے اس تسبیح پر پڑھ پڑھ کر میں نے اسم اعظم پر عبور حاصل کیا ہے اس تسبیح کے ہوتے ہوئے وہ لڑکا جو چاہے گا حاصل کر لے گا اس پر کوئی بھی جادو اثر نہ کرے گا نہ آگ جلائے گی نہ زہر اثر کرے گا۔

میں اس لڑکے کو کہاں ڈھونڈھوں وہ مجھے کہاں ملے گا؟ شاہ ۔ملوس نے پوچھا۔

وہ اس وقت اس جادوگرنی کی قید میں ہے وہ بھی شہزادی کو آزادی دلوانا چاہتا ہے۔ مگر اس کا باپ اس کے لئے سخت پریشان ہے وہ گاؤں کے باہر بیٹھا بھوکا پیاسا اب بھی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا ہے سب سے پہلے تو اس کے باپ کو تسلی دے اسے بتا کہ اس کا بیٹا خیریت سے ہے اور پھر جب اماوس کی رات آئے تو تو اس بڑھیا کے ٹھکانے پر جانا اس وقت وہ شیطان کے مندر میں دھمال ڈالنے گئی ہو گی وہ رات بھر وہیں رہے گی اس لڑکے کو وہ اپنے موکلوں کی نگرانی میں چھوڑ جائے گی تاکہ اس کی غیر موجودگی میں وہ بھاگ نہ جائے تو اپنے بیٹے کو لے کر اس غار سے خاصے فاصلے پر ٹھہر جانا اور بیٹے کو کہنا کہ غار میں داخل ہو کر وہ میری تسبیح اس بہادر لڑکے تک پہنچا کر کانوں میں انگلیاں ٹھونسے واپس تیرے پاس آ جائے اس لڑکے کو تمہارا لڑکا یہ بتا دے کہ اس تسبیح کو گلے میں ڈال لے وہ جو چاہے گا وہ ہو گا تیرا لڑکا بھی ابھی معصوم ہے اس تسبیح کی برکت اسے بھی حاصل ہو گی اور کوئی جن بھوت اس کا کچھ بھی بگاڑ نہ سکے گا پھر تو اپنے بیٹے کو لے کر واپس آ جانا باقی معاملہ خدا پر چھوڑ دینا۔ شاہ ۔ملوس نے اس تسبیح کو رومال میں باندھ لیا اور بزرگ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس ہوا' اس کا بیٹا دس برس کا تھا اور یہ کام بخوبی انجام دے سکتا تھا۔ سب سے پہلے تو شاہ ۔ملوس بزرگ کے بتائے ہوئے پتے پر کامران کے باپ کے پاس گیا جو بھوک اور بیٹے کے غم سے نڈھال ہو رہا تھا شاہ ۔ملوس نے اپنے سپاہیوں کو بھیج کر گاؤں سے کچھ کھانے پینے کو منگوایا اور کامران کے باپ کو کھانے کو کہا مگر کامران کے باپ نے کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا اور روتے ہوئے بولا' میں یہ کھانا کیسے کھا سکتا ہوں نہ جانے میرا بیٹا

اس وقت کہاں اور کس حال میں ہے؟

بابا آپ کھانا کھا لیں آپ کا بیٹا خیریت سے ہے چند روز میں آ جائے گا۔ شاہ ․ملوس کی باتوں سے بوڑھے نعمان کو کچھ تسلی ہوئی اور پھر اس نے کھانا کھا لیا اس کے بعد شاہ ․ملوس نے اسے تمام واقعہ سنایا کہ کامران اس وقت کہاں ہے اور اس کے ارادے کیا ہیں وہ بادشاہ کی بیٹی کو ظالم جادوگرنی کی قید سے آزاد کرانا چاہتا ہے نعمان بھی بہت نیک تھا شہزادی کے بارے میں جان کر اس نے کہا' میرے بیٹے کو شہزادی کو ضرور آزاد کرانا چاہیے یہ نیکی کا کام ہے۔ اور پھر شاہ ․ملوس وہاں سے چلا آیا اب وہ اماوس کی رات کے انتظار میں تھا اس نے اپنے بیٹے کو بھی سب کچھ سمجھا دیا تھا کہ اس نے کیا کام انجام دینا ہے۔

○☆○ ○☆○ ☆○
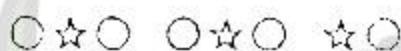
دھمال جادوگرنی اب کامران سے باتیں کیا کرتی اسے سمجھاتی کہ وہ اس ہی کے پاس رہ لے وہ اسے جادو سکھائے گی اس کے پاس بہت سی قوت آ جائے گی مگر کامران اسے باتوں باتوں میں ٹال جاتا وہ جانتا تھا جادو کافر لوگ کرتے ہیں وہ پکا اور سچا مسلمان تھا گو اس کی عمر ابھی زیادہ نہیں تھی مگر ان باتوں کے بارے میں وہ جانتا تھا خیر اسی طرح دن گزرتے گئے جیسا کہ بزرگ نے شاہ ․ملوس کو بتایا تھا کہ جادوگرنی شیطان کے مندر جاتے ہوئے اپنے موکلوں کو کامران کی نگرانی کے لئے چھوڑ جائے گی سو اس نے ایسا ہی کیا گویا شہزادی اور بکری کو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی جب وہ شہزادی کو شیطان کے مندر لے کر جاتی تو اسے جادو سے گہری نیند سلا دیتی تاکہ اس کی دھمال کا شہزادی پر اثر نہ ہو اماوس کی رات دور دور سے جادوگر شیطان کے مندر میں جمع ہوتے وہ اپنے ساتھ اغوا کر کے غیر شادی شدہ لڑکیوں کو بھی لاتے اور انہیں شیطان کے بت کے سامنے قتل کر کے ان کے خون سے شیطان کے بت کو نہلاتے دھمال جادوگرنی کی دھمال پر وہ سب ساری رات ناچتے خوب گپ گپاڑا کرتے اس سے ان کی شیطانی قوت میں اور بھی اضافہ ہوتا جب وہ واپس جاتے تو بہت

خوش ہوتے اور تمام اطراف میں پھیل کر لوگوں کو گمراہ کرتے۔

شام ہونے سے پہلے پہلے ہی وہ جانے کی تیاریاں کرنے لگی اس نے سیاہ لباس پہنا گلے میں بندروں کی کھوپڑیوں کا ہار پہنا منہ پر بھبوبھت ملا یہ سب کچھ کرتے ہوئے کامران اسے دیکھتا رہا اس کے بس میں ہوتا تو وہ اس جادوگرنی کے ہاتھ سے گڑیا کو چھین کر بھاگ جاتا مگر اسے جادوگرنی کی قوت کا اندازہ ہو گیا تھا اب تو اس نے کئی جن بھوت اور چڑیلوں کو بھی دیکھ لیا تھا مگر وہ خوفزدہ نہیں ہوا تھا اور پھر دھمال جادوگرنی کامران کو سمجھا کر کہ وہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے ورنہ اس کے موکل اسے ہلاک کر دیں گے وہاں سے رخصت ہوئی اس کے جانے کے بعد کامران سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کرے تو کیا کرے اس طرح شام تاریکی میں ڈھلتی گئی اور دھمال جادوگرنی کو وہاں سے گئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے اب کامران اپنے اندر بے چینی سی محسوس کرنے لگا چاروں طرف تاریکی تھی وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا جادوگرنی کی جھونپڑی کے سامنے ہی ایک نہایت تناور برگد کا درخت تھا جس پر چمگادڑوں کے روپ میں بھوت اور چڑیلیں لٹکی ہوئی تھیں وہ اسے ٹہلتے ہوئے دیکھ رہی تھیں اور ہوشیار تھیں کہ وہ یہاں سے بھاگ نہ جائے اس بات سے کامران بھی آگاہ تھا وہ ٹہل رہا تھا کہ اچانک درخت پر سے چمگادڑیں چیختی چلاتی ہوئی اڑنے لگیں وہ سب بدروحیں تھیں ان کی آوازیں نہایت بھیانک تھیں کہ کامران بھی خوفزدہ ہو گیا سے ان چمگادڑوں کے اس طرح خوفزدہ ہو کر چلانے کی وجہ سمجھ نہ آئی اور پھر اچانک اسے ایک سمت روشنی نظر آئی کوئی بچہ مشعل لئے اسی کی طرف آ رہا تھا وہ شاہ ملوس کا بیٹا تھا اس نے بھی چمگادڑوں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سن لی تھیں مگر وہ ذرا بھی خوفزدہ نہ ہوا تھا کامران خود اس کی طرف دوڑا کہ وہ لڑکا کسی مصیبت میں نہ پڑ جائے اور پھر اس لڑکے نے بھی اسے دیکھ لیا اور پھر دونوں جلد ہی ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئے ان کے سروں پر چمگادڑیں خوفناک آوازیں نکالتے ہوئے اڑ رہی تھیں۔

تم کون ہو اور اس ویرانے میں کیسے آ گئے فوراً یہاں سے بھاگ جاؤ۔ کامران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

میں تمہیں یہ تسبیح دینے کے لئے آیا ہوں یہ ایک بزرگ کی تسبیح ہے تم اسے گلے میں پہن لو اس کے ہوتے ہوئے تم پر کوئی جادو اثر نہیں کرے گا تم جو چاہو گے ہو گا۔ میرے باپ نے کہا ہے اس جادوگرنی کے پیچھے جاؤ وہ شیطان کے مندر میں گئی ہے وہاں اور بھی بہت سے جادوگر ہیں تم ان سب کو ہلاک کرو گے اور شہزادی کو ساتھ لے آؤ گے۔ لڑکے نے جلدی جلدی کہا۔

تمہارا باپ کہاں ہے؟ کامران نے پوچھا۔

وہ یہاں سے کوئی ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہے تم اس کا خیال چھوڑو میں اس کے پاس واپس جا رہا ہوں تم سے جو کہا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ یہ کہتے ہوئے لڑکا وہ مشعل کامران کو پکڑا کر واپس بھاگ گیا کامران نے جیسے ہی وہ تسبیح گلے میں ڈالی اس کے اندر سے تمام خوف جاتا رہا اور پھر وہ مشعل پکڑے وہاں سے اس طرف چل دیا جس طرف دھمال جادوگرنی گئی تھی اس نے دیکھا وہ بھوت اور چڑیلیں چیخ چلاتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئیں کوئی بھی اس کے آڑے نہیں آئی وہ سمجھ گیا کہ لڑکے نے جو کہا ہے وہ سچ ہے اس تسبیح کی برکت سے وہ دھمال جادوگرنی سے شہزادی گڑیا کو آزاد کرا لائے گا اسے دور روشنی نظر آئی جادوگروں نے مندر کے سامنے کھلی جگہ ڈھیر ساری لکڑیاں جمع کر کے الاؤ بھڑکایا ہوا تھا یہ اسی کی روشنی تھی ان سب نے اپنے ہاتھوں میں شعلیں بھی پکڑی ہوئی تھیں اور وہ شیطانوں کی جے پکارتے ہوئے الاؤ کے گرد چکر لگا رہے تھے ایک اونچی جگہ پر ایک تخت بچھا تھا۔ جس پر دھمال جادوگرنی براجمان تھی ابھی شیطان کے آگے لڑکیوں کو بھینٹ نہیں چڑھایا گیا تھا کہ کامران ہاتھ میں مشعل پکڑے وہاں پہنچ گیا اس کے قدم جیسے ہی مندر کی دلہیز پر پڑے ایک زبردست دھماکے کے ساتھ شیطان کا بت پھٹ گیا تمام جادوگر چیختا چلاتا

بھول کر خوفزدہ ہو گئے دھمال جادوگرنی بھی خوفزدہ ہو کر تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی نظر کامران پر پڑی تو وہ حیرت زدہ رہ گئی اور بڑبڑائی یہ کون سی قوت اس لڑکے کے ساتھ ہے جس نے ہمارے شیطان دیوتا کے بت کو پاش پاش کر دیا یہ کس ارادے سے یہاں آیا ہے کیا یہ شاہ ملوس کا جاسوس تو نہیں؟ مگر اس وقت سوچنے کا وقت نہیں تھا تمام جادوگروں کی طرح اسے بھی اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے اس نے جلدی سے تخت پر سے شہزادی گڑیا کو اٹھایا اور بکری کو ساتھ لے کر وہاں سے بھاگ اٹھی۔ کامران نے اسے دیکھا تو اس نے دل میں سوچا کاش اس کے آگے کوئی دیوار حائل ہو جائے اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا جادوگرنی کے سامنے دیوار حائل تھی اس نے بہت جنتر منتر پڑھے مگر وہ اس دیوار کو راستے سے نہ ہٹا سکی اب تو وہ اور بھی پریشان ہوئی کامران اب اس کی طرف بڑھ رہا تھا ہر طرف ہڑبونگ مچی تھی کوئی جادوگر خوفزدہ ہو کر ادھر بھاگ رہا تھا تو کوئی ادھر۔ عجیب چیخ و پکار تھی۔ بلیوں سے بندھی وہ لڑکیاں بھی خوف سے چیخ چلا رہی تھیں جوں جوں کامران اس بڑھیا جادوگرنی کے قریب پہنچ رہا تھا جادوگرنی بے حال ہوتی جا رہی تھی اس نے گڑیا کو کامران کی طرف اچھال دیا جسے کامران نے نیچے گرنے سے پہلے ہی پکڑ لیا اور پھر وہ بڑھیا جادوگرنی زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگی اس کے ساتھ ہی کامران کے گلے میں پڑی ہوئی تسبیح سے چند شعاعیں نکلیں اور اس دھمال جادوگرنی کو جلا کر راکھ کا ڈھیر کر دیا اتنے میں کامران نے ایک آواز سنی اس بکری کو آگ میں پھینک دو وہ شیطان جننی ہے کامران نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی وہ بکری خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ نکلنے کی کوشش کر رہی تھی کامران اس کی طرف لپکا اور گردن سے جا پکڑا پھر گڑیا کو زمین پر رکھا اور بکری کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر آگ میں ڈال دیا اس آگ میں سے خوفناک دل دہلا دینے والی آوازیں سنائی دیں کامران پلٹا اور پھر یہ دیکھ کر وہ چونک پڑا گڑیا انسانی روپ میں آ چکی تھی وہ کوئی چار پانچ برس کی ہو گی۔ ادھر شاہ ملوس بھی وہاں آ پہنچا وہ اسی انتظار میں تھا کہ کب دھمال جادوگرنی کارخانہ

شیطانی تباہ ہو اور وہ وہاں پہنچے اس کے ساتھ بہت سے سپاہی بھی تھے اس کا اپنا لڑکا بھی تھا ان لوگوں کے گھوڑوں کے ٹاپوں سے ماحول گونج اٹھا تھا شعلے اب بھی اٹھ رہے تھے جو ہر چیز کو جلا کر خاک کر رہے تھے شاہ ۔ملوس نے آگے بڑھ کر شہزادی کو اٹھا لیا اور کامران کی بہادری کی تعریف کی اس کے سپاہیوں نے مظلوم لڑکیوں کو آزاد کر کے ان کے گھروں تک پہنچایا اور پھر کامران کو گھوڑا پیش کیا گیا اس کا اپنا گھوڑا مالک کو واپس نہ پا کر گاؤں کی طرف چلا گیا تھا شاہ ۔ملوس نے کامران کو اس کے والد کے سپرد کیا اور شہزادی کو لے کر واپس ہوا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر کامران کے والد کو ایک بہت بڑی جاگیر انعام میں دی جہاں کئی چراگاہیں تھیں اب تو ان لوگوں کے حالات اور بھی بہتر ہو گئے اور یہ لوگ ہنسی خوشی رہنے لگے اس تسبیح کی برکت سے کامران پکا دین دار بن گیا۔

اقوال زریں

☆ بازار سے اولاد کے لئے جو چیز لاؤ پہلے لڑکی کو دو پھر لڑکے کو۔

☆ تم میرے پاس حسب نسب لے کر نہیں اعمال لے کر آؤ۔

☆ کسی بھائی کی ضرورت پوری کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے تمام عمر خدا کی خدمت میں گزار دی۔

☆ جو علم کی راہ میں چلتا ہے' اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کر دیتا ہے۔

☆ علم حاصل کرنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے۔

☆ جس نے طلب علم میں وفات پائی وہ شہید ہے۔

☆ جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا۔

☆ جہالت افلاس کی بدترین شکل ہے۔

☆ گود سے گور (قبر) تک علم حاصل کرو۔

☆ علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے تباہی ہے۔

عیدالفطر کا تہوار

امان اللہ نیر شوکت

عربی میں لفظ "عید کا مطلب خوشی ہے۔ عید الفطر" ماہ رمضان کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ عیدالفطر کا چاند ماہ رمضان کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ ماہ رمضان میں مسلمان صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک روزہ رکھتے ہیں۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا بڑی سعادت ہوتی ہے۔ پورے روزے رکھنے کے بعد خوشی منانے کا نام عیدالفطر (میٹھی عید) ہے۔

عیدالفطر کے پُرمسرت موقع پر نئے کپڑے پہننے، نماز ادا کرنے اور خوشیاں منانے پر تمام مسلمان کامل یقین رکھتے ہیں۔

عیدالفطر کا تہوار اِس لیے بھی منایا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں قرآن مجید فرقانِ حمید نازل ہونا شروع ہُوا تاکہ مسلمان اس پر عمل کر کے اچھی اور پاکیزہ زندگی گزاریں۔ عیدالفطر کے موقع پر مسلمان آئندہ زندگی نیکی کے راستے پر گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی زندگی میں نمایاں تبدیلی آتی ہے۔

عیدالفطر ایک ایسا موقع ہے۔ جب مسلمان بہت خوش ہوتے ہیں۔ اُس دن مسلمان نمازِ عید ادا کر کے اپنے مرحوم عزیز واقارب کے لیے فاتحہ خوانی کر کے اُن کی بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔ عام طور پر مسلمان اپنے خاندان والوں اور دوستوں کے ساتھ عید مناتے ہیں عید کے موقع پر سویاں، مختلف مٹھائیاں، لذیذ کھانے اور میٹھی ڈشیں تیار کی جاتی ہیں۔

عیدالفطر کے موقع پر نمازِ عید سے پہلے غریبوں اور مسکینوں کو فطرانے کی رقم ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اِس طرح عید کی بھرپور خوشیوں میں غریبوں کو بھی شامل کیا جاتا ہے تاکہ وہ بھی اپنے بچوں کے ساتھ صحیح طور پر عید مناسکیں اور ہر ایک کے ساتھ خوشیوں میں شریک ہوں۔

فطرانے کی رقم ہر سال مقرر کی جاتی ہے۔ بعض لوگ خوراک کی صورت میں ایک وقت کا کھانا بھی دیتے ہیں، لیکن عام طور پر فطرانہ نقد

رقم کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے۔ ایسے مسلمان جو غیر مسلم ملکوں میں رہتے ہیں، وہ فطرانہ پہلے ادا کر دیتے ہیں۔ تاکہ اس رقم کو کسی اسلامی فلاحی تنظیم کے ذریعے غریب مسلمانوں کو بھجوا سکیں۔ زیادہ تر مسلمان زکوٰۃ بھی رمضان کے مہینے میں دیتے ہیں۔ تاکہ عیدالفطر کے پُرمسرت موقع پر غریبوں اور ضرورت مندوں کی زیادہ سے زیادہ امداد ہو سکے۔

چینی مسلمان مسجدوں میں زکوٰۃ اور فطرانہ پہلے ہی دے دیتے ہیں، تاکہ تمام صاحبِ حیثیت مسلمان گھروں کے ہر فرد کا فطرانہ عیدالفطر کی نماز سے پہلے غریبوں میں تقسیم کیا جا سکے۔ چینی مسلمان اِس خوشی کے موقع پر نیکیاں سمیٹنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔

دُنیا بھر میں عیدالفطر کی رسموں میں قرآن مجید فرقانِ حمید کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ پاکستان ملائشیا، مشرقی افریقہ اور کئی دوسرے مُسلم ممالک میں ماہ رمضان اور عیدالفطر کے موقع پر قرآن مجید فرقانِ حمید کی قرأت اور نعت خوانی کے مقابلے ہوتے ہیں۔ اچھی قرأت اور نعت پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ جیتنے والوں کو انعامات دیے جاتے ہیں۔

عیدالفطر کا تہوار ہمارے پیارے حضور پاک نبی کریم احمدِ مجتبیٰ ''فخر موجودات، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے متعارف کروایا۔ یہ ایک مذہبی فریضہ ہے، جس کی ادائی کے دوران غریب اور مستحق مسلمان کو نہیں بھولنا چاہیے۔

غزالہ شبنم

شیطان زندہ ہو گیا

آج بھی وہ سارا دن جسم میں کپکپی پیدا کر دینے والی سرد ہواؤں کے تھپیڑے کھاتے ہوئے لندن کی سڑکوں میں مارا مارا پھرتا رہا ان دنوں ابھی عالمی جنگ ختم ہوئی ہی تھی اور برطانیہ کے زیر تسلط ملکوں میں آزادی کی لہر چل پڑی تھی اور جس ملک کی حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا وہ اب سمٹنے لگا تھا جنگ نے معیشت پر بہت برے اثرات چھوڑے تھے تباہ شدہ عمارتوں کو نئے سرے سے تعمیر کرنے کی ضرورت تھی کارخانے اور فیکٹریاں جرمنی جہازوں کی بم باری سے تباہ ہو چکی تھیں بیکاری عام ہو گئی تھی یہی وجہ تھی گاؤں سے شہر آنے پر اس کے لئے ملازمت حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے برابر تھا مگر وہ ہمت ہارنے والا نوجوان نہیں تھا دیہاتی زندگی نے اسے مشقت کا عادی بنا دیا تھا دیہات کی کھلی فضاء نے اس کے دل و دماغ پر اچھے اثرات چھوڑے تھے۔ مگر شہر میں آتے وقت اس نے کوئی خاص گرم لباس نہیں لیا تھا سڑکوں پر گھومتے پھرتے لوگ اوور کوٹ پہنے ہاتھوں میں دستانے اور گلے میں مفلر لپیٹے ہوئے تھے پھر بھی سردی سے گھبرا کر وہ تیز تیز چلتے گھروں کو جا رہے تھے کچھ لوگ وکٹوریہ میں سوار اور کچھ موٹر گاڑیوں میں بیٹھے اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے یہ برنارڈ تھا جو لوگوں کو دیکھتے ہوئے اپنے اندر گھٹن سی محسوس کرنے لگا تھا سردی نے اس کے خون کو منجمد کرنا شروع کر دیا تھا وہ گالوں کا گوشت پھٹنے کی وجہ سے سخت تکلیف محسوس کر رہا تھا شہر آنا اس کے لئے مجبوری تھا گھر کے افراد کی تعداد بڑھ چکی تھی اور وہ اپنے والدین کی سب سے بڑی اولاد تھی گھر میں خاصی تنگی تھی کچھ جنگ کے اثرات میں راشن کی دستیابی مشکل ہو رہی تھی روپیہ پیسہ گھر میں ہو تو ہر چیز دستیاب ہو سکتی ہے مگر ان کے گھر تو اکثر فاقے رہتے۔ اس کے باپ نے تو کبھی اسے صاف صاف نہیں کہا کہ گھر میں بیکار بیٹھے مفت کی روٹیاں کیوں توڑ رہے ہو۔ مگر اشاروں

شاروں میں اس نے اسے احساس دلانے کی کئی بار کوشش کی تھی ایک دن جب وہ باپ
کے ساتھ کام کرتے تھک گیا اور اسے بھوک نے بھی ستانا شروع کیا تو وہ باپ سے پوچھے
غیر گھر کو چل دیا گھر پہنچا تو اس کی ماں اور بچے مرغی کا سوپ پی رہے تھے سب کے ہاتھوں
میں کپ تھے مگر سوپ کا برتن خالی تھا۔ اس نے ان سب پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالی اور
لٹے قدموں تیز تیز گھر سے باہر آگیا کوٹ وہ کھیت ہی میں چھوڑ آیا تھا اور اب اس طرف
جانا باپ کے سوال و جواب کا سامنا کرنا پڑتا اس لئے وہ اسٹیشن کی طرف چل پڑا چند سکے
اس کی جیب میں تھے جن سے وہ لندن پہنچ سکتا تھا اس کا خیال تھا وہاں پہنچتے ہی اسے
نوکری مل جائے گی مگر ان دنوں لندن اچھا خاصا کھنڈرات میں تبدیل ہو چکا تھا۔

وہ ہمت کر کے قدم آگے بڑھاتا مگر سردی نے تو اس کے پاؤں من من کے کر دیئے
تھے اس سے ایک قدم بھی مشکل سے اٹھتا تھا۔ اتنے میں ایک وکٹوریہ اس کے قریب آن
کھڑی ہوئی اس کے گھوڑوں کے نتھنوں سے بھاپ کے بھبوکے نکل رہے تھے برنارڈ نے
حیران ہوتے ہوئے وکٹوریہ میں سوار شخص کی طرف دیکھا اس کا چہرہ مفلر میں چھپا ہوا تھا۔
یہی حال وکٹوریہ کے سائیس کا تھا جو اگلی بلند سیٹ پر چابک پکڑے بیٹھا تھا۔ شاید وکٹوریا
میں سوار شخص کو اس کی حالت کا پوری طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ پردیسی نوجوان اس شہر
میں بے یار و مددگار ہے اس نے آگے بڑھ کر برنارڈ کا ہاتھ پکڑا اور اسے وکٹوریہ میں کھینچ
لیا برنارڈ نے کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں کی اور پھر سائیس نے چابک شڑاک سے گھوڑوں
کی کمر پر رسید کیا اور گھوڑے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ برنارڈ کا جسم سردی کی وجہ سے
کانپ رہا تھا اس کے ہاتھ سن ہو رہے تھے یہ دیکھتے ہوئے اس شخص نے اپنا کمبل جو کے
اس نے شانوں پر ڈالا ہوا تھا حالانکہ اس کے جسم پر وہ تمام کپڑے موجود تھے جو سردی کی
شدت کو روک سکتے تھے پھر بھی اس نے کمبل اوڑھا ہوا تھا وہ کمبل اس نے برنارڈ پر ڈال
دیا برنارڈ کو جب ہوا سے بچنے کا احساس ہوا تو اس نے کمبل کو اچھی طرح اپنے جسم کے

گرد لپیٹ لیا اور تشکرانہ انداز سے اس شخص کو دیکھنے لگا۔

ایک بار پھر سردی کے ساتھ ساتھ خوف کی ایک سخت لہر اسے ریڑھ کی ہڈی میں اترتی محسوس ہوئی آسمان پر گھرے سیاہ بادل تھے اور چاروں طرف دھند کی وجہ سے خاصا اندھیرا محسوس ہوتا تھا مگر اس اندھیرے میں اس شخص کی آنکھیں دیئے کی طرح روشن تھیں وہ آنکھیں کسی انسان کی نہیں درندے کی لگتی تھیں جیسے بلی' شیر یا چیتے جیسی ہوں۔ برنارڈ نے سوچا جلدی سے وہ وکٹوریہ پر سے کود جائے مگر وہ ایسا نہ کر سکا اس کے اعصاب شل ہو رہے تھے اس میں ہلنے جلنے کی بھی سکت نہ تھی اس نے منہ اس طرف سے ہٹا لیا پھر اس نے سوچا اس بگھی پر دو انسان سوار ہیں ہو سکتا ہے مجھے اس شخص کا چہرہ نظر نہ آیا ہو بھلا کسی شخص کی آنکھیں اس طرح کیسے روشن ہو سکتی ہیں۔ کیوں بھائی کیا سوچ رہے ہو؟ وہ شخص مخاطب ہوا اس کی اس بات پر برنارڈ چونک پڑا اور اس نے اس شخص کی طرف دیکھا مگر اب اس شخص کا چہرہ کچھ واضح نظر آیا جو کہ عام انسانوں کی طرح تھا برنارڈ نے سوچا بھوک سردی اور تھکاوٹ کی وجہ سے شاید اس کے اعصاب صحیح کام نہیں کر رہے میرے دماغ نے اس کے بارے میں غلط سوچا ہے یا لاشعوری طور پر مجھے اس کی آنکھیں ایسی نظر آئی ہیں۔

اسے اس طرح خاموش دیکھ کر اس شخص نے پھر وہی سوال دہرایا۔

کیوں بھائی کیا سوچ رہے ہو؟

کچھ نہیں اپنی حالت پر غور کر رہا ہوں میں کیا کیا خواب لے کر شہر آیا تھا۔ برنارڈ کی بات کاٹتے ہوئے وہ شخص بولا۔

اور یہاں کوئی کام نہیں ملا۔

ہاں کئی دنوں سے مارا مارا پھر رہا ہوں مگر کہیں کام نہیں ملا۔ برنارڈ نے کہا۔

میرے ساتھ چلو میں تمہاری مدد کروں گا اگر تم میری خواہش کے مطابق کام کرتے

رہے تو تمہیں اتنا مالا مال کر دوں گا کہ ساری زندگی کام کرنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اس شخص نے کہا۔

اس کی اس بات پر برنارڈ کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے۔ نہ جانے یہ مجھ سے کیا کام لینا چاہتا ہے چلو کچھ بھی ہو اگر یہ مجھ سے کسی کو قتل بھی کرانا چاہے گا تو میں کر دوں گا میں یہاں پیسہ کمانے کے لئے آیا ہوں جیسا کہ یہ کسان ہے اس نے مجھے اتنی دولت دی تو اور کیا چاہئے یہی سوچتے ہوئے اس نے کہا۔

جناب آپ مجھ سے جو بھی کام لیں گے میں اس کے لئے تیار ہوں۔ برنارڈ نے کہا۔

شاباش! مجھے تم جیسے بہادر شخص سے یہی امید تھی۔ اس شخص نے کہا باتوں باتوں میں پتہ ہی نہ چلا کہ یہ لوگ شہر سے دور نکل آئے ہیں۔ ایک مقام پر پہنچ کر وکٹوریہ والے نے کہا۔

جناب جس جگہ کے بارے میں آپ نے کہا تھا ہم وہاں آ چکے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے گھوڑوں کی لگامیں کھینچ لیں گھوڑوں کے رکتے ہی وہ شخص نیچے اترا اور اس نے برنارڈ کو بھی نیچے اترنے کو کہا اور پھر وکٹوریہ کے پچھلے حصے پر رسیوں سے بندھے ہوئے ایک صندوق اور تھیلے کو کھول کر جیسے ہی صندوق کو اٹھا کر زمین پر رکھا گھوڑے بدکنے لگے اس شخص نے تھیلے کو بھی اٹھا کر نیچے رکھا اور چند سکے نکال کر وکٹوریہ کے کوچبان کو دیئے۔

صاحب اس صندوق اور تھیلے میں کیا ہے جب سے آپ ان چیزوں کو لے کر وکٹوریہ پر سوار ہوئے ہیں اس کے گھوڑے سراسیمہ سے ہو گئے ہیں میں نے بڑی مشکل سے انہیں قابو کیا ہوا ہے جب آپ وکٹوریہ پر سوار ہونے لگے تھے آپ نے دیکھا تھا دونوں گھوڑے بدکنے لگے تھے اس وقت بھی میں نے انہیں بڑی مشکل سے قابو کیا تھا اب بھی آپ دیکھیں یہ کانپ رہے ہیں۔

کیا بکواس کر رہے ہو تمہارے گھوڑے شاید اس بگڑتے ہوئے موسم کی وجہ سے

سراسیمہ ہیں۔ یہ کہتے ہوئے اس شخص نے برنارڈ کو وہ صندوق اٹھانے کو کہا اور خود تھیلا اٹھا لیا وکٹوریہ والے نے بھی گھوڑوں کو چابک دکھایا اور وہ یوں دوڑے جیسے ان کے پیچھے بلائیں لگی ہوں۔

صندوق کا وزن کوئی پندرہ بیس کلو ہو گا برنارڈ جیسے محنت کش کے لئے اتنا وزن اٹھانا کوئی مشکل نہ تھا اس شخص نے بھی تھیلا اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا اور چل پڑا آگے آگے وہ تھا اور اس کے پیچھے برنارڈ۔ برنارڈ نے دیکھا یہ جگہ خاصی ویران تھی سورج شاید غروب ہو رہا تھا کیونکہ فضا میں ملگجا اندھیرا چھانے لگا تھا بادلوں کی وجہ سے ڈوبتا سورج نظر نہیں آ رہا تھا۔ یہ ایک پگڈنڈی تھی جس پر یہ لوگ چلے جا رہے تھے دور دور تک کوئی عمارت نظر نہیں آ رہی تھی شاید درمیان میں درختوں کی وجہ سے وہ اوجھل تھیں ہوا میں اور تیزی آ گئی تھی اور بادلوں کی کڑک اور بجلی کی چمک میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا انہیں چلتے ہوئے ایک گھنٹے سے زیادہ گزر چکا تھا یہ لوگ گھنے درختوں کے نیچے سے گزر رہے تھے ایک تو رات پڑ چکی تھی دوسرے درختوں نے تاریکی میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا مگر اس شخص کے لئے شاید اندھیرے کی کوئی اہمیت نہیں تھی اور پھر چلتے چلتے اچانک یہ ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے جا پہنچے ان کے سامنے ایک بہت بڑا دروازہ تھا اس شخص نے آگے بڑھ کر تھیلے کو نیچے رکھا اور چابی نکال کر تالا کھولنے لگا اور تالا کھلتے ہی اس نے دروازے کو دھکا دیا جو چرچراتے ہوئے کھل گیا اب وہ عمارت میں داخل ہوا تاکہ اندر روشنی کر سکے اور پھر اس نے کئی شمعدان روشن کر دیئے برنارڈ اب بھی دروازے میں کھڑا تھا اس نے وہ پراسرار صندوق نیچے رکھ دیا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ وہ شخص اندر آنے کو کہے تو وہ عمارت میں داخل ہو اندر روشنی ہونے کی وجہ سے خاصی حد تک منظر واضح ہو گیا تھا اور پھر وہ شخص دروازے پر آیا اور تھیلا اٹھاتے ہوئے برنارڈ کو بھی اندر آنے کو کہا یہ عجیب سی عمارت تھی اوپر چھت گنبد کی طرح تھی درمیان میں وسیع ہال تھا جس کے چاروں

طرف گولائی کی شکل میں دریچے ہی دریچے تھے عمارت کے اندر زیادہ تر لکڑی کا کام ہوا ہوا تھا دریچوں میں ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے عمارت میں داخل ہوتے ہی برنارڈ اچھی طرح عمارت کا جائزہ لے رہا تھا اور پھر اس کی نظر عمارت کے درمیان بنے ہوئے ایک چبوترے پر پڑی جس میں ایک تابوت پڑا ہوا تھا تابوت کو دیکھتے ہی سخت سردی کے باوجود اس کے پسینے چھوٹ گئے وہ سمجھ گیا کہ وہ کسی بھیانک مصیبت میں پھنس چکا ہے تھیلے کو اس شخص نے تابوت کے قریب رکھ دیا اور برنارڈ سے بھی کہا کہ وہ صندوق کو نیچے رکھ دے اس شخص کو اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ برنارڈ خوفزدہ ہے اس نے سوچا اگر اس شخص کی یہی کیفیت رہی تو وہ اس کے ساتھ وہ کام انجام نہیں دے سکے گا جس کے لئے وہ اسے اپنے ساتھ لایا ہے۔

نوجوان میرے ساتھ آؤ میں تمہیں وہ چیز دکھاؤں جس کے لئے تم مارے مارے پھر رہے ہو برنارڈ اس کے ساتھ چل دیا اس شخص نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا اس کے ہاتھ میں شمع دان تھا شمعدان کی روشنی جب اس کمرے کے اندر پڑی تو اندر کی چیزیں جگمگا اٹھیں ان کے سامنے سونے چاندی کے سکے زیورات اور جواہرات کے ڈھیر پڑے تھے جنہیں دیکھ کر برنارڈ کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اتنی ڈھیر ساری دولت اس کے سامنے پڑی تھی جس کا کبھی اس نے تصور بھی نہ کیا تھا اس کا چہرہ ہشاش بشاش ہو گیا ہر قسم کا خوف بھی دل سے جاتا رہا اس شخص نے بھی برنارڈ کے چہرے کے تاثرات کو بھانپ لیا تھا وہ بولا۔ نوجوان اگر تم میرے کہنے پر عمل کرتے رہے تو یہ ساری دولت میں تمہیں دے دوں گا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں اور پھر وہ اس کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑ کر پھر اس تابوت کے قریب آ گیا برنارڈ بھی اس کے ساتھ تھا اور پھر اس نے برنارڈ کے سامنے تابوت کا ڈھکن ہٹا دیا اندر سے تابوت خالی تھا اور پھر اس نے تھیلے کا منہ کھولا اور اسے تابوت میں انڈیل دیا یہ مٹی تھی برنارڈ کو تابوت میں ڈالی گئی مٹی کو دیکھ کر حیرت ہوئی مگر اس نے اس

شخص سے کوئی سوال نہ کیا اس کے بعد اس شخص نے صندوق کا تالا کھولا اور جیسے ہی اس کا ڈھکن اٹھایا خوف کے مارے برنارڈ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں صندوق میں ایک کٹا ہوا سر موجود تھا جو عام انسانوں سے دوگنا بڑا ہو گا اسے کسی دیو کا سر ہی کہا جا سکتا ہے۔ اور بات بھی کچھ ایسی ہی تھی وہ ایک شیطان کا سر تھا ایک نیک دل عامل نے جو کہ خود بھی بڑا قد آور اور جری تھا ایک مقابلے میں اس شیطان کا سر کاٹ دیا تھا اور اس کے دھڑ کو جلا ڈالا تھا اور پھر اس سر کو اس نے ایک صندوق میں رکھ کر ایک غار میں صندوق کو رکھ دیا تھا اور غار کے باہر ایک بہت بڑا پتھر رکھ دیا تھا تاکہ کوئی اس صندوق تک نہ پہنچ سکے اس بات کو چند سو برس گذر چکے تھے کہ اس شیطان صفت شخص کو سر کٹا شیطان نظر آیا کیونکہ وہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا اور پھر اس سر کٹے شیطان نے خواب میں اسے بتایا کہ وہ اسے کس طرح پا کر اپنی قوت بڑھا سکتا ہے وہ شخص ایسی قوت حاصل کرنا چاہتا تھا جس سے وہ پوری دنیا پر حکومت کر سکے ہر چیز اس کے تابع ہو جائے خواب ہی میں اس شیطان نے اس شخص کو اس غار کی نشاندہی کی اور وہ مقام بھی دکھایا جہاں اس کے جلے ہوئے دھڑ کی مٹی موجود تھی شیطان نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ ایک تھیلے میں بھر کر وہ مٹی لے جائے اور پھر اسے اور کیا کیا کرنا تھا یہ باتیں بھی سمجھا دیں اس طرح وہ شیطان زندہ ہو کر ہر طرف تباہی مچا سکتا تھا اس نے اس عمارت کی نشاندہی بھی کر دی جس میں سینکڑوں برس پہلے وہ اور اس کے چیلے رہا کرتے تھے اور اڑوس پڑوس کی بستیوں میں تباہی مچایا کرتے تھے اس نے اس عمارت اور اس کمرے کی چابیاں بھی اس کے سپرد کر دی تھیں جو اس نے بیدار ہو کر اپنے سرہانے کے نیچے پڑی ہوئی پائی تھیں ان باتوں سے اسے پکا یقین ہو گیا تھا کہ شیطان نے اس کی پرستش قبول کر لی ہے اور اب وہ دوبارہ زندہ ہو کر اسے وہ علم سکھائے گا جس سے وہ پوری دنیا پر حکومت کر سکے گا اور پھر اس شخص نے اس سر کو اٹھا کر تابوت کے ایک کونے میں رکھ دیا اب اس نے یہ کیا کہ اپنے ایک ہاتھ کی انگلی کو زخمی کر

کے خون کے چند قطرے اس سر پر ڈالے اس کے ساتھ ہی شیطان نے آنکھیں کھول کر ان لوگوں کو دیکھا شیطان کا چہرہ پہلے ہی بہت بھیانک تھا جب اس کی آنکھیں کھلیں اور ان دونوں پر پڑیں تو برنارڈ کی تو یہ حالت ہو گئی اگر وہ خود کو نہ سنبھالتا تو غش کھا کر گر پڑتا اور پھر تھوڑی دیر بعد شیطان نے آنکھیں بند کر لیں برنارڈ نے بڑے بڑے خوفناک چہرے دیکھے تھے مگر اتنا بھیانک چہرہ تو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا اگر دیکھتا تو چیخ کر اٹھ بیٹھتا اس شخص نے تابوت کا ڈھکن رکھ کر تابوت کو بند کر دیا اب وہ بڑا خوش تھا اس نے برنارڈ سے کہا آج کا کام تو صرف اتنا ہی تھا تمہیں اجازت ہے کہ اس کمرے میں جاؤ اور اپنی جیبیں جواہرات سے بھر لو میں ہر روز تمہیں اس کی اجازت دیتا رہوں گا اور تم دولت سمیٹتے رہنا اب عمارت کا دروازہ اندر سے بند کرو اور جس کونے میں بھی چاہو جا کر سو جاؤ۔

مگر میں تو بھوکا ہوں۔ برنارڈ نے بے چارگی سے کہا۔ اس کی تم فکر نہ کرو اس طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا تھا تم یوں کرو اس کمرے میں سے چند سکے لو اور اس عمارت کی پچھلی طرف ایک دو میل کے فاصلے پر تمہیں ایک گاؤں ملے گا تم وہاں سے کچھ سکے دے کر کھانے پینے کی چیزیں لو اور کھا کر آ جاؤ۔ اس شخص نے کہا۔

آپ کے لئے کچھ لاؤں۔ برنارڈ نے کہا۔

نہیں مجھے کھانے کی کچھ حاجت نہیں تم وہیں کھا آؤ اس کی بات سن کر برنارڈ اس کمرے کی طرف بڑھا جو اب بھی کھلا پڑا تھا پہلے تو اس نے اپنی جیبوں میں بہت سے جواہرات بھرے پھر چند سکے لے کر وہ عمارت سے نکلنے لگا تو اس شخص نے کہا۔

دیکھو نوجوان تم بھاگنے کی کوشش نہ کرنا تم کو میری قوت کا اندازہ نہیں تم بھاگ کر دنیا کے کسی حصے میں بھی چلے جاؤ گے تو میں تمہیں پا لوں گا اور پھر تمہیں وہ سزا دوں گا کہ یاد کرو گے۔

جناب مجھے بھاگنے کی ضرورت نہیں میں آپ کا ہر کام انجام دے کر وہ ساری دولت

حاصل کرنا چاہتا ہوں جس کا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے برنارڈ اس شخص کے بتائے ہوئے راستے پر چل دیا چلتے چلتے خاصی دیر بعد اسے ایک گاؤں کی بتیاں جلتی نظر آئیں اور اس نے قدم اور تیز کر دیئے تاکہ جلد سے جلد وہاں پہنچ کر پیٹ کی آگ بجھائے اس گاؤں میں ایک چھوٹا سا قہوہ خانہ تھا جہاں کھانے پینے کی بھی کچھ چیزیں تھیں اس نے وہاں خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور جب وہ وہاں سے چلنے لگا اور سونے کے کچھ سکے قہوہ خانے کے مالک کے سپرد کیئے تو وہ چونک پڑا اور بولا۔ نوجوان کیا تمہیں کوئی خزانہ مل گیا ہے کیونکہ سونے کے ان سکوں کا آج رواج نہیں ویسے ان کی قیمت بہت ہے جو تم مجھے تھوڑے سے کھانے کے لئے دیئے جا رہے ہو۔

برنارڈ نے کوئی جواب نہیں دیا اور واپس چل پڑا اور پھر اس عمارت میں داخل ہو کر اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اس شخص کا دیا ہوا کمبل اب بھی اس کے کاندھوں پر تھا وہ عمارت کے ایک کونے میں پڑ کر سونے کی کوشش کرنے لگا مگر نیند تو اس سے کوسوں دور تھی اس کی وجہ یہ تھی اس کے دل میں انجانے سے خوف نے گھر کر لیا تھا مگر پھر رات کے آخری پہر اس کی آنکھ لگ گئی مگر کچھ ہی دیر بعد اسے کچھ آوازیں سنائی دیں اور اس نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ مجھے خون دو میں پیاسا ہوں مجھے خون دو یہ آوازیں اس تابوت میں سے آ رہی تھیں ان آوازوں کو سن کر وہ پراسرار شخص دوڑا آیا اور تابوت کے قریب کھڑے ہو کر بولا۔ آقا اس وقت خون کہاں سے لاؤں کل تک انتظار کریں میں خون کا بندوبست کر دوں گا۔

تم اس نوجوان کی گردن کاٹ کر مجھے خون دو جسے تم اپنے ساتھ لائے ہو۔ تابوت میں سے آواز آئی۔

آقا اس شخص کو تو میں اس لئے ساتھ لایا ہوں کہ اس کی مدد سے آس پاس کی بستیوں میں سے عورتوں اور بچوں کو اغوا کراؤں گا کیونکہ اردگرد کی بستیوں کے لوگ مجھے

جانتے ہیں کہ میں تمہارا پجاری ہوں وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اگر انہوں نے مجھے دیکھ لیا اور ان کی بستیوں میں سے کوئی بچہ یا عورت اغوا ہوئی تو وہ مجھ پر شک کریں گے اور یہاں آکر اس عمارت کو جلا ڈالیں گے اس طرح آپ پھر نئی زندگی حاصل نہ کر سکیں گے اور میں بھی مارا جاؤں گا۔ اس شخص نے کہا۔ اس پر پھر تابوت میں سے کوئی آواز نہ آئی اور وہ شخص بھی جدھر سے آیا تھا ادھر چلا گیا یہ سب باتیں برنارڈ نے بھی سن لی تھیں اب اسے اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اور پھر وہ سو نہ سکا وہ سمجھ گیا کہ وہ قربانی کا بکرا بن چکا ہے باقی رات اس نے بڑی پریشانی میں گذاری صبح وہ شخص اس کے پاس آیا اور بولا۔ نوجوان جاؤ اسی گاؤں سے ناشتہ کر آؤ اور خبردار اگر کوئی پوچھے کہ تم کہاں رہتے ہو تو اس جگہ کا کسی کو نہ بتانا۔

جناب مجھے کیا پڑی ہے اس جگہ کے بارے میں بتانے کی مجھے تو آپ سے زیادہ فکر ہے کہ کسی کو اس جگہ کا پتہ نہ چل جائے ورنہ لوگ اس خزانے کو لوٹ کر لے جائیں گے اور میرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ برنارڈ نے بات بنائی اور وہ شخص مطمئن ہو گیا۔ رات کا کھانا اسے بہت پسند آیا تھا اس لئے ناشتے کے لئے بھی وہ اسی بستی میں گیا اور اسی کافی ہاؤس کی ایک میز پر جا بیٹھا اور اس نے قہوہ خانے کے مالک کو ناشتہ لانے کو کہا وہ شخص برنارڈ سے بہت خوش تھا رات جو سونے کے سکے برنارڈ نے اسے دیئے تھے وہ تو اس کی سارے دن کی کمائی سے بھی بہت زیادہ تھے اب اسے یہ لالچ تھا کہ آج بھی اسے ویسے ہی سکے ملیں گے۔

اس وقت قہوہ خانے میں صرف ایک ہی شخص بیٹھا ہوا تھا جس کا لباس پادریوں جیسا تھا۔ دراصل وہ پادری وکٹر تھا اس بستی کے بڑے گرجے کا پادری۔

برنارڈ نے محسوس کیا وہ شخص اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا برنارڈ کچھ گھبرا گیا اس کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا ہونے لگے اسے ڈر ہوا کہ کہیں پادری اس

کے بارے میں جان تو نہیں گیا کہ وہ شیطان کے چکروں میں پھنس گیا ہے وہ ناشتہ کرتے ہوئے چور انکھیوں سے پادری کی طرف دیکھ لیتا مگر اب پادری ناشتہ کرنے میں مشغول تھا اس نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا برنارڈ کو خیال ہوا اس وقت پادری شاید اس وجہ سے اسے دیکھ رہا تھا کہ میں اجنبی تھا اس سے پہلے اس نے کبھی مجھے دیکھا نہ تھا میں خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہوں اس وقت تک تو واقعی پادری کو اس پر کوئی شک نہیں ہوا تھا مگر جب برنارڈ وہ سکے قہوہ خانے کے مالک کو دے رہا تھا تو پادری کی نظران سکوں پر پڑ گئی جب برنارڈ قہوہ خانے سے نکل گیا تو پادری اٹھا اور کاؤنٹر پر آیا اور بولا۔ جان ابھی ابھی وہ شخص جو سکے تمہیں دے گیا ہے ذرا مجھے بھی تو دکھانا۔

قہوہ خانے کے مالک جون نے پریشان ہوتے ہوئے دراز میں سے سکے نکال کر پادری کو دیئے پادری نے بغور ان کا جائزہ لیا اور پھر وہ سکے جان کو واپس کرتے ہوئے اپنا بل دے کر وہ قہوہ خانے سے نکلا اور جس سمت برنارڈ جا رہا تھا چھپتا ہوا اس کا پیچھا کرنے لگا۔ پھر اس نے برنارڈ کو اس شیطانی پیلس میں داخل ہوتے دیکھا لوگ اس طرف آتے ہوئے بھی خوف کھاتے تھے۔

پادری کا ماتھا ٹھنکا وہ سمجھ گیا ضرور یہاں کوئی شیطانی کھیل کھیلا جا رہا ہے وہ واپس ہوا اور دوبارہ قہوہ خانے میں داخل ہوا اور کاؤنٹر پر جا کر جان سے مخاطب ہوا۔ جان یہ کچھ دیر پہلے جو نوجوان یہاں سے ناشتہ کر کے گیا ہے یہ کبھی پہلے بھی یہاں آیا ہے۔

جان نے یہ بات چھپانا مناسب نہ سمجھی اور بولا۔

جناب یہ کل رات بھی آیا تھا اس سے پہلے میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ جان نے جواب دیا۔

اچھا جان اب جب یہ آئے تو کسی کو بھیج کر مجھے ضرور بلا لینا۔ یہ کہتے ہوئے پادری وکٹر وہاں سے چلا گیا۔

برنارڈ رات کو جہاں لیٹا تھا اب بھی اسی جگہ جا بیٹھا دن چڑھنے کے ساتھ ہی روشندانوں اور دریچوں سے روشنی چھن چھن کر آ رہی تھی اس روشنی میں برنارڈ کو اس عمارت کے اس حصے کو دیکھنے کا موقعہ ملا اس نے دیکھا اس کمرے کے علاوہ جس میں خزانہ تھا اور بھی کئی کمروں کے دروازے تھے ایک کمرے میں تو وہ پراسرار شخص بھی رات سویا تھا دوسرے کمروں میں نہ جانے کیا کیا کچھ تھا مگر برنارڈ کو صرف اسی کمرے سے دلچسپی تھی جس میں سونے کے سکے زیورات اور جواہرات پڑے تھے۔ ضرور یہ کسی بادشاہ کا خزانہ ہے اس نے سوچا سارا دن گزر گیا مگر وہ پراسرار شخص اپنے کمرے میں سے باہر نہیں نکلا برنارڈ بھی اس بستی کی طرف نہیں گیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر باہر نکلا تو وہ شخص ناراض ہو سکتا تھا اب وہ اسے اپنا آقا سمجھنے لگا تھا خود کو اس کا غلام محسوس کر رہا تھا۔ اسے اس بات کی سمجھ آ گئی تھی کہ تابوت میں جو سر ہے وہ شیطان کا سر ہے اور مٹی اس کے دھڑ کی راکھ جس پر وہ لوگوں کا خون ڈال کر دوبارہ زندہ کرنا چاہتا ہے برنارڈ عیسائی تھا اور اپنے مذہب کا پکا۔ اسے اس کام سے نفرت سی ہونے لگی تھی یہاں تک کہ اس کے دل سے اس خزانے کی طمع بھی ختم ہو گئی تھی یہ دن اس کے دماغ کی سوچوں کے بھنور میں گزرا ابھی سورج غروب ہونے والا تھا کہ وہ پراسرار شخص جس کا لباس تو کسی پادری جیسا تھا مگر اس کی حرکات پکے شیطان جیسی تھیں وہ بڑی مکارانہ مسکراہٹ لئے ہوئے اس کی طرف آیا اور بولا۔ نوجوان تم وہاں سے کچھ اور سکے لو اور اس بستی سے کھا لے آؤ۔

میری جیب میں کچھ سکے ہیں۔ برنارڈ نے کہا۔ وہ شخص اسے دروازے تک چھوڑنے آیا تھا تاکہ اس کے جانے کے بعد دروازے کو اندر سے بند کر لے اور پھر برنارڈ جیسے ہی باہر نکلا اس پراسرار شخص کی نگاہ دور سے گزرتے ہوئے ایک آدمی پر پڑی اور پھر وہ چونک پڑا اور اس نے آواز دے کر برنارڈ کو واپس بلا لیا اور اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے بولا۔ نوجوان وہ دیکھو ایک آدمی کسی بستی کی طرف جا رہا ہے اسے بہلا پھسلا کر یہاں لے آؤ۔ یہ سنتے ہی برنارڈ تیز تیز چلتا ہوا اس شخص کی طرف بڑھا اور قریب پہنچ کر اسے آواز دی۔ بھائی صاحب بات سنو! وہ شخص رک گیا اور ہڑ بڑ اس کی طرف دیکھنے لگا۔

بھائی کیا یہاں قریب کسی بستی میں رہتے ہو؟

نہیں میں پردیسی ہوں اپنے ماموں سے ملنے پہلی دفعہ اس علاقے میں آیا ہوں اور اب شاید راستہ بھول گیا ہوں۔ ٹیکسی والے نے تو مجھے صحیح جگہ اتارا تھا میرے پاس جو پتہ لکھا ہے اسے دیکھتے ہوئے اس نے مجھے ایک راہ پر ڈال دیا تھا مگر راستہ ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا آپ کون ہیں ذرا یہ پتہ دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ مجھے کس طرف جانا ہو گا۔ اس شخص نے ایک کاغذ برنارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ برنارڈ نے کہا۔

بھائی میں ایک مشکل میں ہوں میرا بھائی اچانک بیمار پڑ گیا ہے اسے جلد سے جلد علاج کی ضرورت ہے اگر تم میری مدد کرو اور اسے میرے ساتھ اٹھا کر قریب ہی ایک بستی میں ڈاکٹر کے پاس لے چلو تو میں تمہارا احسان مند ہوں گا اس کے بدلے میں تمہیں یہ چند سکے بھی دیتا ہوں بعد میں تمہیں صحیح راستے پر بھی ڈال دوں گا۔ یہ کہتے ہوئے برنارڈ نے ایک دو سکے نکال کر اس شخص کے ہاتھ میں تھما دیئے جنہیں دیکھ کر اس شخص کی آنکھیں چمک اٹھیں اور بولا۔ ہاں ہاں چلو میں تمہاری مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے سکے جیب میں ڈال لئے اور برنارڈ کے ساتھ چل پڑا پراسرار شخص دروازے ہی میں کھڑا تھا برنارڈ اس شخص کو لے کر جیسے ہی دروازے سے اندر داخل ہوا اس نے جھپٹ کر اس آدمی کو قابو کر لیا خوف کے مارے اس نے مزاحمت بھی نہ کی۔

نوجوان تم جاؤ اور ناشتہ کر کے جلد واپس آؤ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ سے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور برنارڈ اس بستی کی طرف چل دیا اور اس قہوہ خانے میں پہنچ کر اس نے بے دلی سے ناشتے کا آرڈر دیا برنارڈ کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا کہ اس نے

ایک مظلوم شخص کو اس جلاد کے حوالے کر دیا جو ضرور اسے مار کر اس کے خون کو اس تابوت میں ڈالے گا۔ اس کے سامنے کب ناشتہ رکھا گیا اسے خبر نہ ہوئی وہ تو قہوہ خانے کے مالک نے آواز لگائی جناب ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ اور پھر اس نے چونکتے ہوئے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے ادھر قہوہ خانے کے مالک نے ایک آدمی کو پادری کی طرف دوڑایا آج برنارڈ کو کھانا بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا قہوہ پیتے ہوئے تو ایک دو بار اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ قہوہ نہیں اس شخص کا خون پی رہا ہو اور پھر اسے خیال آیا پراسرار شخص نے اسے جلد لوٹ آنے کو کہا تھا اور پھر وہ ناشتہ ادھورا چھوڑ کر چند سکے کاؤنٹر پر ڈال کر تیز تیز چلتا ہوا اس عمارت کی طرف چل دیا قہوہ خانے کے مالک نے اسے روکنے کی بھی کوشش کی اور کہا۔ جناب ناشتہ تو مکمل کر لیں۔ مگر وہ نہ رکا اور وہاں سے چلا آیا۔ پادری جب قہوہ خانے میں پہنچا تو وہ جا چکا تھا۔

جان تم نے اسے روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ پادری نے برنارڈ کو قہوہ خانے میں نہ دیکھتے ہوئے کہا۔

فادر میں اسے زبردستی کیسے روک سکتا تھا۔ آج وہ کچھ پریشان تھا اس نے ناشتہ بھی اچھی طرح نہیں کیا۔ جان نے بتایا۔

اچھا دوبارہ آئے تو اسے باتوں میں لگا لینا اور جیسے ہی تمہارا آدمی مجھے اطلاع دینے آئے گا میں فوراً ہی اس کے ساتھ چلا آؤں گا۔ یہ کہتے ہوئے پادری لوٹ گیا۔

برنارڈ جب وہاں پہنچا تو اس پراسرار شخص نے دروازہ کھولا اور جب برنارڈ اندر داخل ہوا تو دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ برنارڈ کی نگاہیں اس شخص کو تلاش کرنے لگیں جسے وہ پھانس کر لایا تھا مگر وہ شخص اسے نظر نہ آیا اس نے سوچا ضرور اس خبیث شخص نے اسے کسی کمرے میں بند کر دیا ہو گا ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اسے ایک کمرے میں سے اسی شخص کی آواز سنائی دی۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو مجھے تم لوگوں کے یہ سونے کے سکے بھی

نہیں چاہئیں مجھے جانے دو میں نے تم لوگوں کا کیا بگاڑا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے رونے اور سسکیاں لینے کی آواز سنائی دی برنارڈ کا دل مسوس کر رہ گیا وہ خود کو ملامت کرنے لگا اس کا جی چاہا کہ آگے بڑھ کر اس شخص کو آزاد کر دے مگر وہ ایسا نہیں کر سکا وہ خود اس شخص سے خوفزدہ تھا اور پھر وہ خاموشی کے ساتھ اسی جگہ جا کر لیٹ گیا اس کا دل چاہا کہ خوب روئے اسے اپنی بے بسی پر افسوس ہو رہا تھا۔ سارا دن اس شخص کی چیخ و پکار سن سن کر اس کی اپنی حالت بھی غیر ہونے لگی تھی۔ شام کو وہ پر اسرار شخص اپنے کمرے میں سے نکل کر اس کے پاس آیا اور بولا۔ جوان جاؤ جا کر کھانا کھا آؤ۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔ برنارڈ نے جواب دیا حالانکہ بھوک سے اس کا جسم نڈھال ہوتا جا رہا تھا کیونکہ صبح بھی اس نے نہ ہونے کے برابر ناشتہ کیا تھا۔ اس پر اس شخص نے اسے کچھ نہیں کہا اور اس تابوت کے قریب بیٹھ کر وہ کوئی عمل کرنے لگا اس کے بڑبڑانے کی آواز سے برنارڈ کو بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ شخص بائبل نہیں پڑھ رہا اب اس کمرے میں سے آوازیں آنا بھی تقریباً بند ہو چکی تھیں برنارڈ کے دل میں بے چینی بڑھنے لگی تھی وہ جانتا تھا کہ یہ شخص اس بھولے بھٹکے مسافر کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اسے اپنی جان کا بھی خطرہ تھا اور پھر جب آدھی رات ہوئی تو اس شخص نے سر اٹھا کر برنارڈ کی طرف دیکھا برنارڈ بھی ٹکٹکی لگائے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا اس شخص نے اشارے سے برنارڈ کو اپنے قریب بلایا اور بولا۔ جاؤ جا کر اس شخص کو کمرے میں سے نکال کر یہاں لے آؤ۔

برنارڈ کے لئے حکم کی تعمیل ضروری تھی وہ گرتا پڑتا اس کمرے کی طرف بڑھا باہر کی کنڈی کھول کر وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا وہ شخص خوفزدہ ہو کر دیوار سے لگا ہوا تھا اس کی آنکھوں سے وحشت عیاں تھی اسے وہ یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ موت کا فرشتہ ہو اس کی یہ حالت دیکھ کر برنارڈ پریشان ہو گیا اس کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی کہ اس شخص کو پکڑ کر اس جلاد کے پاس لے جائے۔ اسے اس کی حالت پر ترس آ رہا تھا کہ

پیچھے سے اس شخص کی کرخت آواز گونجی۔ نوجوان اسے لاتے کیوں نہیں۔ برنارڈ ہڑبڑا کر اس شخص کی طرف بڑھا برنارڈ کے مقابلے میں وہ شخص خاصا کمزور تھا۔ اس نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے مگر برنارڈ اسے لئے ہوئے تابوت کے پاس آگیا اس نے تابوت کے پاس ایک شکاری چاقو پڑا دیکھا برنارڈ سمجھ گیا کہ اس شخص کا آخری وقت آگیا ہے وہ شخص برنارڈ کے بازوؤں میں کسی بکرے کی طرح تڑپ رہا تھا منتیں کر رہا تھا کہ اسے چھوڑ دیا جائے خدا کے واسطے دے رہا تھا۔ مگر اس سفاک شخص کو اس پر ذرا بھی ترس نہ آیا اور پھر اس نے زمین سے چاقو اٹھایا اس کی دھار کا اندازہ کیا اور برنارڈ سے بولا نوجوان اس کی گردن تابوت میں جھکا دو برنارڈ نے زور لگا کر اس کی گردن تابوت میں جھکا دی پراسرار شخص نے ہاتھ نیچے لے جا کر اس شخص کی شاہ رگ ایک جھٹکے سے کاٹ دی۔ گردن سے خون فوارے کی طرح نکل کر تابوت میں پڑی مٹی پر گرنے لگا برنارڈ کی نگاہ تابوت میں پڑے ہوئے شیطان پر پڑی تو خوف کے مارے اس کی گھگھی بندھ گئی اور ہاتھ پاؤں سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ وہ شخص بری طرح تڑپ اور ہاتھ پاؤں مار رہا تھا کہ برنارڈ کے ہاتھ سے وہ نکل کر گر پڑا اس کا آدھا دھڑ تابوت میں اور آدھا باہر تھا۔ برنارڈ نے پیچھے ہٹ جانا چاہا مگر اس کے پاؤں من من بھاری ہو گئے اور وہ وہاں سے ہل نہ سکا اس کی نگاہیں اب بھی تابوت میں جمی ہوئی تھیں جوں جوں خون مٹی پر پڑ رہا تھا مٹی دھڑ اختیار کرتی جا رہی تھی اور پھر گردن کے ساتھ دھڑ مل گیا اس شیطان کے منہ سے آہستہ آہستہ غرانے کی آوازیں نکل رہی تھیں اور پھر وہ کسی بھینسے کی آواز نکالتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اسے اٹھتا دیکھ کر پراسرار شخص کوئی منتر پڑھتے ہوئے سجدے میں گر پڑا اس شیطان نے ایک اچٹتی ہوئی نظر برنارڈ پر ڈالی اور خوفناک آوازیں نکالتا ہوا تابوت میں سے باہر نکل آیا اب وہ گرجدار آواز نکالتے ہوئے اس ہال نما کمرے میں چکر لگانے لگا۔ برنارڈ اب بھی وہیں کھڑا تھا اس کے بعد اس شیطان کے قدم دروازے کی طرف بڑھے اس کا قد آٹھ فٹ سے کم نہ رہا ہو گا اس نے

ایک گھونسا دروازے پر مارا دروازہ ٹوٹ کر دور جا گرا۔ باہر سخت تاریکی تھی اس کے قدم اسی بستی کی طرف تھے جہاں برنارڈ کھانا کھانے جایا کرتا تھا پراسرار شخص اب بھی سجدے میں پڑا تھا چند گھڑیوں ہی میں برنارڈ کی آنکھوں نے وہ منظر دیکھے تھے کہ اس کا دل دہل کر رہ گیا تھا خوف کے مارے اس کی ٹانگیں کانپنے لگی تھیں اور پھر وہ گرتے پڑتے ایک کمرے کی طرف بڑھا کمرے میں تاریکی تھی اس نے ایک شمع دان اٹھایا اور کمرے میں چلا گیا اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا کمرہ خاصا پرانا تھا پرانے زمانے کا فرنیچر گرد سے اٹا ہوا تھا زمین پر قالین بچھا ہوا تھا اس میں بھی اتنی گرد تھی کہ برنارڈ نے جھک کر جیسے ہی اس پر ہاتھ مارا گرد اٹھنے لگی برنارڈ نے شمعدان ایک میز پر رکھا اور قالین ہی پر بیٹھ گیا اس کی نگاہیں اس کمرے کے فرنیچر کا جائزہ لینے لگیں فرنیچر شاہانہ انداز کا تھا اور پھر وہ اپنے بارے میں سوچنے لگا اسے یہ سب کچھ ڈراؤنا خواب لگ رہا تھا مگر وہ جانتا تھا یہ خواب نہیں ہے وہ ایسی مصیبت میں پھنس چکا ہے جس سے چھٹکارا ناممکن نظر آتا تھا بلکہ وہ تو یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ اس کا حال بھی اسی مسافر جیسا ہونے والا ہے۔ ایسی حالت میں نیند اس سے کوسوں دور بھاگ چکی تھی اس طرح وقت چیونٹی کی طرح گزرنے لگا۔ ادھر وہ شیطان اس بستی میں داخل ہوا سب سے پہلے اس کے سامنے ایک پہرے دار آیا جو گھوم پھر کر لوگوں کو ہوشیار رہنے کی صدا لگا رہا تھا اس کی نظر جب اس دیو قامت شیطان پر پڑی تو خوف کے مارے اس کے منہ سے دوسری آواز نہ نکل سکی اور وہ غش کھا کر گر پڑا شیطان نے آگے بڑھ کر اس کے نرخرے پر اپنے دانت گاڑھ دیئے اور اس وقت تک اس نے اسے نہیں چھوڑا جب تک اس کی گردن سے خون نکلنا بند نہ ہو گیا ہو اور پھر وہ اٹھا اور کسی بن مانس کی طرح اس نے اپنی چھاتی پر دو تھپڑ مارے اور بھیڑیئے کی سی آواز میں دھاڑا اس آواز نے لوگوں کی نیند اچاٹ کر دیں اور لوگ خوفزدہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے ماؤں نے بچوں کو اپنے سینے سے لگا لیا رات کے آخری پہر تک اس نے کئی راہگیروں کو

اپنا نشانہ بنایا اور ان کے خون سے اپنی پیاس بجھائی اور دن چڑھنے سے پہلے پہلے ہی واپس آ
کر اپنے تابوت میں لیٹ گیا لیٹنے سے پہلے اس نے دھاڑ کر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور پھر
خاموشی چھا گئی اس کی آوازیں برنارڈ نے بھی سنیں خاموشی چھا جانے پر اس نے ذرا سا
دروازہ کھول کر باہر کا جائزہ لیا اس نے دیکھا شیطان اپنے تابوت میں جا لیٹا تھا اور اس
پراسرار شخص نے آگے بڑھ کر تابوت پر ڈھکن دے دیا اور اپنے کمرے میں جا کر سو گیا
اب ہال میں پورا سناٹا تھا برنارڈ نے یہ صورتحال دیکھی تو ہمت کر کے وہ کمرے میں سے نکلا
ادھر ادھر دیکھ کر جب اسے اطمینان ہو گیا کہ اب اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں تو وہ اس
کمرے کی طرف بڑھا جہاں خزانہ موجود تھا اس نے جلدی جلدی کچھ سکے کچھ زیورات اور
کچھ جواہرات جیبوں میں ٹھونسے اور ایک حسرت بھری نظر اس مسافر پر ڈالتے ہوئے بے
خوف ہو کر عمارت سے باہر نکل آیا اور بستی کی طرف چل دیا اتنے میں خاصا اجالا ہو چکا تھا
اور اس بستی میں اس شیطان کی خبر آگ کی طرح پھیل چکی تھی اور لوگ مشتعل ہو گئے
تھے انہیں جوش دلانے میں پادری کا ہاتھ تھا لوگوں نے ہاتھوں میں مشعلیں پکڑیں اور شیطانی
پیلس کی طرف چل پڑے وہ نعرے لگاتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے اسی وقت
برنارڈ بھی بستی کی طرف جا رہا تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو گھبرا گیا اسے ڈر محسوس ہوا
کہ لوگ کہیں اس کی بھی تکا بوٹی نہ کر دیں وہ ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گیا آہستہ آہستہ
لوگوں نے اس عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر اپنی جلتی ہوئی مشعلیں اس
عمارت پر پھینکنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے عمارت سے شعلے بلند ہونے لگے برنارڈ یہ سب کچھ اپنی
آنکھوں سے دیکھ رہا تھا ایک طرح سے وہ خوش تھا کیونکہ اب اسے اس پراسرار شخص کا
خطرہ نہ رہا تھا اور پھر اب وہ اس بستی کی طرف جانے کے بجائے ایک اور ہی سمت چل پڑا
پھر اسے بڑی سڑک نظر آ گئی جس پر موٹر گاڑیاں اور وکٹوریہ آ جا رہے تھے۔ اور پھر کسی نہ
کسی طرح وہ اپنے گاؤں پہنچ گیا وہ اتنا کچھ اپنے ساتھ لایا تھا کہ اس کی سات پشتیں عیش

اور آرام سے زندگی کے دن گزار سکتی تھیں۔ پھر بھی اپنے ہاتھوں مظلوم شخص کو اس شیطان کے ہتھے چڑھانے کا دکھ برنارڈ کو ہمیشہ رہا جس کے لئے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہتا اور یوں یہ کہانی اپنے انجام کو پہنچی۔

شازیہ نور

آنٹی

شازیہ نور

وہ مکان بہت سناٹے کی جگہ پر تھا۔ مگر مجبوری ایسی تھی کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں وہ مکان لینا پڑا۔ مکان کیا تھا چھوٹی سی پرانی حویلی تھی۔ اس کی موٹی موٹی دیواروں کو دیکھ کر مضبوطی کا احساس ہوتا تھا۔ کچھ بھی تھا حویلی تھی ہوا دار۔ اور یہی بات مجھے اچھی لگی۔

دراصل ہم جس مکان میں تھے وہ کافی پرانا ہو گیا تھا۔ اس کی مرمت اور نئے سرے سے پلستر وغیرہ کرانے کے لئے اسے خالی کرنا ضروری تھا۔ یہ حویلی نما گھر ہمارے گھر سے بہت زیادہ فاصلے پر نہ تھا اسی لئے سامان کی منتقلی میں زیادہ مشکل پیش نہ آئی تھی تاہم اس علاقے میں گھر بہت کم تھے۔ شاید اس کی وجہ وہ گندا نالہ تھا جسے پار کر کے دوسری طرف جانا پڑتا تھا اور ناگوار بو کا احساس ہوتا تھا۔ اس روز سب گھر والے چچا کے گھر دعوت پر جا رہے تھے اور چونکہ اگلے دن چھٹی تھی اس لئے سب کا ارادہ وہیں رہنے کا تھا۔ مگر گھر کو اس طرح سے چھوڑ کر جانا مناسب نہیں لگ رہا تھا کیونکہ نئی جگہ تھی اور وہ بھی سنسان سی میرے سر میں درد تھا میں نے سب کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

میرے بھائی نے مجھے ڈرانے کی کوشش بھی کی۔ واصف اکیلے رہو گے سنسان جگہ........ وہ مزید کچھ کہنے جا رہا تھا کہ میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بس، بس...... اپنا منہ بند ہی رکھو۔

وہ سب چلے گئے۔ ان سب کے جانے کے بعد گھر میں ایک دم سے خاموشی سی چھا گئی اور سناٹے کا احساس ہونے لگا۔ پہلے تو یوں لگتا تھا جیسے سب کے جاتے ہی میں سو جاؤں گا۔ مگر جب بستر پر لیٹا تو نیند آنکھوں سے ایسے غائب تھی جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ تاہم پھر بھی میں آنکھیں بند کئے لیٹا رہا۔ مگر پھر اچانک ایک کھٹکے سے میری آنکھ کھل گئی۔ یہ آواز کسی کھڑکی کے ایک دم سے کھلنے کی تھی۔ میرا دل تیزی سے دھڑکنے لگا اور میں

ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ پہلا خیال میرے ذہن میں یہ آیا شاید کوئی چور ہے اور تو کچھ سمجھ نہ آیا پاس ہی میرے چھوٹے بھائی کا بیٹ رکھا تھا وہ میں نے اٹھا لیا اور آہستگی سے اس کمرے کی طرف بڑھا جدھر سے آواز آئی تھی۔

مگر میرے کمرے تک پہنچنے سے پہلے ہی مجھے احساس ہوا کہ یہ کام چور کا نہیں بلکہ آندھی کا ہے باہر تیز آندھی چل رہی تھی اور کھڑکی میں شاید چٹخنی نہیں لگی تھی اسی لئے جھٹکے سے کھل گئی تھی یہ سوچ کر مجھے کچھ ڈھارس ہوئی۔ اب میرا ارادہ تھا کہ میں جا کر کھڑکی کو چٹخنی لگا کر بند کر دوں کہ اچانک لائٹ بند ہو گئی۔

اوہ...... ٹارچ تو الماری میں ہے۔ میرے منہ سے نکلا۔ یہاں تو ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے میں قبر میں ہوں۔ قبر کے احساس سے میرا دم گھٹنے لگا اور میں ٹٹولتا ہوا الماری تلاش کرنے لگا۔ مگر ایسا لگتا تھا جیسے پورے کمرے میں الماری ہے ہی نہیں۔ تاہم اب مجھے کھڑکیوں میں سے آتی مدھم سی روشنی نظر آنے لگی تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے چونکہ رنگین اور پرانے تھے اس لئے باہر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ مجھے اور تو کچھ نہ سوجھا میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اور باہر جھانکنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ پھر اپنی گھٹن دور کرنے کے لئے میں نے کھڑکی کی چٹخنی کھول دی۔ میرے زور لگائے بغیر ہی کھڑکی خود بخود کھل گئی۔ میں اسے ہوا کا کمال سمجھ کر باہر جھانکنے لگا۔ اردگرد مکان تو تھے نہیں تاہم سامنے ایک میدان ضرور تھا جہاں آس پاس کے لڑکے آ کر کرکٹ کھیلا کرتے تھے۔ اس وقت میدان میں سناٹے کا راج تھا۔ ہوا کے گرداب آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔ اچانک مجھے لگا کہ میدان کے بیچ میں کوئی قبر ہے۔ میں نے غور سے اسے دیکھنے کی کوشش کی ایک جھرجھری سی میرے تن بدن میں دوڑ گئی۔ میں اس قسم کے توہمات کا قائل نہیں تھا اس لئے میں نے قبر نما چیز کو مزید غور سے دیکھنے کی کوشش کی مگر سمجھ میں نہ آیا کہ آخر وہاں ہے کیا؟ پھر میں نے اس طرف سے نظریں ہٹا لیں اور ہوا کے جھکڑوں

کو دیکھتا رہا مگر لاشعوری طور پر میرے منہ سے آیتہ الکرسی کا ورد جاری تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں لائٹ آ گئی میں نے سب سے پہلے ٹارچ ڈھونڈی اور موم بتی اور ماچس اپنے پاس لا کر رکھی پھر کمرے کی کھڑکی بند کر کے آیا اور بستر پر لیٹ گیا اچانک مجھے خیال آیا کہ میں نے کسی دوسرے کمرے کی کھڑکی کھلنے کی آواز سنی تھی اسے بھی بند کر آنا چاہیے۔ یہ ارادہ کر کے میں اٹھا ہی تھا کہ لائٹ پھر سے بند ہو گئی تاہم اب ٹارچ میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے ٹارچ آن کی اور دوسرے کمرے میں پہنچ گیا۔ اب میں چاہتا ہی تھا کہ کھڑکی بند کر دوں کہ کوئی نادیدہ ہستی مجھے دروازہ کی سمت گھسیٹنے لگی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی میرے قدم دروازے کی جانب بڑھنے لگے۔ اور پھر دروازہ خودبخود کھل گیا اور میں باہر آ گیا۔ اب میں میدان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہوا کے جھکڑ اب بھی جاری تھے۔ حد نگاہ تک کوئی انسان یا جانور دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میں اکیلا ہی میدان کی طرف بڑھ رہا تھا یا بڑھایا جا رہا تھا۔ اور پھر عین اسی جگہ آ کر میرے قدم رک گئے جہاں میں نے قبر دیکھی تھی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے قبر کھل گئی اور اندر جانے کا راستہ سا بن گیا۔ ایک دفعہ پھر نادیدہ قوت نے مجھے دھکیلا اور میں قبر کے اندر جا پہنچا۔ اندر کا منظر بہت مکروہ اور بھیانک تھا۔ گندگی' بدبو اور انسانی ڈھانچوں نے عجیب کراہیت پیدا کر رکھی تھی۔ میں حیران تھا اور خوفزدہ بھی کہ آخر میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ پھر مجھے ایک زوردار قہقہے کی آواز سنائی دی۔ سامنے ایک دیوار دا ہوئی اور میں نے دیکھا وہاں ایک نہایت مکروہ چہرے والی مخلوق بیٹھی تھی۔ وہ مخلوق بولی۔ شاباش میرے چیلو! تم میرے شکار کو لے آئے۔ تم' تم کون ہو؟ میں نے پوچھنے کی کوشش کی مگر آواز میرے منہ سے نہ نکل سکی لیکن جیسے اس مخلوق نے میری بات سن لی۔ وہ بولی۔

میں شیطان کا پجاری ہوں ہا ہا ہا۔ میں نے بہت سے برے لوگوں کی روحوں کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے ہا ہا ہا۔ یہ لوگ دنیا میں بھی میرے حکم پر چلتے تھے اور اب بھی۔ ہا ہا ہا۔ میں ان بد روحوں کی مدد سے تم جیسے لوگوں کو بلاتا ہوں۔ ہا ہا ہا۔

مگر کیوں...... تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میرے ذہن نے سوال کیا۔ ہا ہا ہا ہا ہا..... اب کی مرتبہ شیطانی مخلوق کا منہ پہلے سے کہیں زیادہ کھل گیا۔ میں تم کو بھی اپنے چیلوں میں شامل کرنا چاہتا ہوں تم میرے حکم سے دنیا میں برائی پھیلاؤ گے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کرو گے۔ ہا ہا ہا۔

مگر میں یہ سب کیوں کروں؟ میرے ذہن نے پوچھا۔

تم کرو گے..... کیونکہ میں تمہیں بہت سی دنیاوی آسائشیں دوں گا۔ تم ساری زندگی مزے سے رہو گے۔ گناہوں کی لذت میں تم سب کچھ بھول جاؤ گے۔ تمہیں یہ بھی یاد نہ رہے گا کہ میں نے تم کو اپنے قبضے میں کر رکھا ہے مگر تم میرے ہی حکم پر چلو گے۔ ہا ہا ہا۔ شیطانی مخلوق کے اس ارادے کو جان کر مجھے جھرجھری سی آ گئی۔

یہ دیکھو........ شیطانی مخلوق نے مجھے ایک دیوار کی طرف متوجہ کیا جہاں دنیا کا حسن، عیش و آرام نظر آ رہا تھا۔ میرا ایمان مضبوط تھا میں نے فوراً آنکھیں بند کر لیں اور اپنی نظروں کے سامنے اللہ کے نام کو مرکز بنا لیا بے شک میری آنکھیں بند تھیں مگر میں اپنے تصور سے اللہ کو دیکھ رہا تھا اور دل ہی دل میں لاحول پڑھ رہا تھا۔ شیطانی مخلوق اپنے جادو کے عمل سے میرے ذہن کو پکڑنے اور جکڑنے کی کوشش کر رہی تھی مگر سب بے سود ثابت ہو رہا تھا کیونکہ میں اللہ کے فضل سے پانچ وقت کی نماز پڑھتا تھا اور رات کو سونے سے قبل چاروں قل اپنے اوپر پڑھ کر پھونکتا تھا۔ اسی کی برکت تھی کہ شیطانی قوت مجھ پر غالب نہیں آنے پا رہی تھی۔ جانے کتنی دیر اسی طرح گزر گئی پھر شیطانی مخلوق کی چیخ نے میری آنکھیں کھول دیں۔ وہ بہت غضبناک نظر آ رہا تھا اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا۔ وہ اپنے چیلوں پر چلایا جو مجھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ بدبختو! یہ کس کو پکڑ لائے ہو۔ یہ تو کوئی سچا نمازی ہے۔ جو دکھاوے کے لئے نماز نہیں پڑھتا۔ یہ خدا پر پورا بھروسہ رکھتا ہے، میرے عمل کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لے جاؤ اسے، لے جاؤ۔

پھر مجھے زور دار دھکا سا لگا مجھے یوں لگا جیسے میں بے ہوش ہو گیا ہوں۔

میری آنکھ کھلی تو اللہ اکبر' اللہ اکبر کی صدا میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ میں کلمہ پڑھ کر اٹھ بیٹھا۔ مجھے لگا کہ رات میں نے کوئی خواب دیکھا ہے کیونکہ میں اپنے بستر پر موجود تھا۔ میں نے شکر الحمدللہ پڑھ کر وضو وغیرہ کیا اور فجر کی نماز پڑھی۔ رات کے خواب کا میرے دل پر بہت اثر تھا مگر میں نے گھر والوں کے واپس آنے کے بعد کسی سے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اگرچہ میرے بھائی نے پھر مذاق میں کہا بھی کیوں بھئی رات کو' کوئی بھوت تو تم سے ملنے نہیں آیا تھا۔ میں نے ہنس کر اس کی بات ٹال دی۔

اس واقعے کو کئی دن گزر گئے۔ ایک رات تقریباً" دو بجے پیاس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں اٹھا میں نے پانی پیا اور پھر نہ جانے کیوں اپنے کمرے کی کھڑکی سے باہر میدان کی طرف جھانکا۔ یہ میدان میں روز دن کے وقت دیکھتا تھا اور اکثر وہاں سے گزرا بھی کرتا تھا۔ مگر اس رات کی سیاہی میں' میں میدان کو دیکھ کر ایک مرتبہ پھر چونک پڑا کیونکہ وہاں وہی قبر موجود تھی جو میں آج سے چند دن پہلے دیکھ چکا تھا۔ کہیں میں پھر خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ میں نے سوچا۔

مگر نہیں یہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی اب میرا ماتھا ٹھنکا۔

اوہو۔ تو جو کچھ اس رات کو ہوا وہ خواب نہیں سچ تھا۔ میں سوچ رہا تھا تو اب میں کیا کروں؟ وہ شیطان کے چیلے۔ پھر کسی سادہ لوح کو پکڑ کر لے جائیں گے اور اسے اپنا پیروکار بنائیں گے۔ مگر میں کیا کروں۔ کیسے روکوں یہ شیطانی کام۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ آج کون ان کا نشانہ بنے گا' معلوم نہیں وہ کمزور ایمان کا ہو گا یا مضبوط ایمان کا' پتا نہیں وہ شیطان کے حربوں سے بچ سکے گا یا نہیں؟ میرا ذہن سوال کرتا جا رہا تھا اور الجھتا جا رہا تھا۔ جانے ایسے کتنے شیطان ہوں گے اور کہاں کہاں ہوں گے' یا اللہ میں کیا کروں؟ کیا کروں؟ ہاں مجھے لوگوں کو خبردار کرنا چاہئے۔ لوگوں کو بتانا چاہئے کہ اگر شیطان ان پر حملہ کرے تو وہ

کیسے بچیں۔ بلکہ شیطان سے بچنے کے لئے تو پہلے سے ہی تیاری کرنا ہو گی' ورنہ گناہ کی لذت انسان کو لے ڈوبے گی۔ ہاں مجھے فوراً اپنا تجربہ لوگوں تک پہنچانا چاہئے میں زیادہ سے زیادہ رسالوں اور اخباروں میں اپنا تجربہ چھپواؤں گا شاید میرے اس واقعے کو پڑھ کر لوگ شیطان کے حربوں سے بچ جائیں مجھے کوشش تو کرنا چاہئے نا۔ بس یہ فیصلہ کر کے میں نے کاغذ قلم اٹھایا اور اسی وقت اپنے ساتھ ہونے والا واقعہ رقم کرنے لگا۔

مولانا ابوالکلام آزاد

آپ ۱۸۸۸ء میں شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محی الدین احمد تھا۔ آپ کے والد کا نام مولانا خیر الدین تھا۔

مولانا ابوالکلام بڑے ذہین تھے ۱۶ سال کی عمر میں ہی آپ مختلف علوم سے فارغ ہو کر اردو فارسی اور عربی کے عالم بنے۔

آپ نے قاہرہ کے مشہور دارالعلوم "جامعہ ازہر" میں تعلیم حاصل کی۔ ابوالکلام کو مادر وطن سے بڑی محبت تھی "الہلال" نامی رسالہ جاری کر کے آزادی کی جدوجہد شروع کی۔

مولانا آزاد کا مطالعہ نہایت وسیع تھا۔ وہ ایک بے نظیر مصنف اور ایک بے مثال مقرر اور ایک لاجواب مدبر تھے۔ وہ اپنے ہم وطنوں ہی کے نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی آزادی کے علمبردار تھے۔

آپ آزاد کے نام سے مشہور ہیں اور اسی نام سے مضامین لکھتے تھے۔ آپ کے مضامین کا مجموعہ غبار خاطر بڑا مقبول ہے اور آپ کی لکھی ہوئی تفسیر قرآن بھی بہت مشہور ہے۔ آپ اونچے پایہ کے عالم تھے۔

آخر اس مشہور اور قابل ہستی کا انتقال ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو ہوا۔

اُردو زبان

اُردو ہماری قومی زبان ہے
یہ قوم کی عظمت کا نشان ہے

اُردو ہی لکھو اُردو ہی بولو
اُردو میں دل کی ہر بات کھولو

اس کے حسیں لگتے ہیں مطالب
شاعر ہوئے ہیں حالی و غالب

اُردو کی عظمت سے سب ہیں واقف
اس کی حقیقت سے سب ہیں واقف

بولو گے اُردو یوں ہی اگر تم
پاؤ گے رتبہ اُونچا ظفر تم

شاعر: ظفر محمود انجم

آسان اُردو

خوفناک کہانی نمبر

تحریر: ایم یوسف

موت کی شکست

پانچ چھ ہزار نفوس پر مشتمل اس آبادی میں صرف ایک ہی ڈاکٹر تھا جس کا نام رابرٹ تھا۔ اس گاؤں میں اس کی پریکٹس خوب چل رہی تھی صبح سے لے کر شام تک سینکڑوں مریض اس کے کلینک آتے کلینک میں اچھی خاصی بھیڑ رہتی بعض اوقات تو دوپہر کو بھی کلینک کھلا رکھنا پڑتا علاج معالجے کے باوجود ہر روز کوئی نہ کوئی موت ضرور واقع ہوتی اور پھر ایک دن یوں ہوا کہ اس کلینک میں کوئی مریض نہ آیا یہ عجیب اتفاق تھا۔ ڈاکٹر رابرٹ اسے ضرور اتفاق سمجھتا کہ دوسرے دن مریض آنا شروع ہو جاتے مگر دوسرے دن بھی ایک بھی مریض نہ آیا اور پھر ہر روز ڈاکٹر کلینک میں آتا اور سارا دن مکھیاں مارنے کے بعد شام کو گھر لوٹ جاتا لوگوں نے بیمار ہونا اور مرنا چھوڑ دیا تھا۔ ڈاکٹر کو اس بات پر افسوس نہیں تھا کہ اس کے کلینک میں کوئی مریض نہیں آتا اسے اس کلینک کو کھولے دس برس ہو چکے تھے اور ان دس برسوں میں اس نے اتنی دولت کما لی تھی کہ ساری زندگی بیٹھ کر کھا سکتا تھا۔ وہ ایک نیک دل شخص تھا۔ اس لئے اسے پرواہ نہیں تھی مگر اسے اس بات پر حیرت ضرور تھی۔ وہ بھی کلینک کھولتا ضرور حسب معمول وہ کلینک میں گیا ہوا تھا کہ ایک اٹھارہ انیس برس کا نوجوان اس کے کلینک میں داخل ہوا وہ بہت جوش میں لگتا تھا کمپاؤنڈر نے اسے روکنے کی بہت کوشش کی کہ وہ پہلے پرچی بنوا لے پھر ڈاکٹر صاحب کے پاس جائے مگر وہ نوجوان کمپاؤنڈر کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے سیدھا ڈاکٹر کے کمرے میں جا گھسا اسے اس طرح کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر ڈاکٹر چونک پڑا ڈاکٹر اسے جانتا تھا اسے معلوم تھا کہ یہ نوجوان ایک شکاری ہے لومڑی وغیرہ کو پکڑ کر اور انہیں ہلاک کر کے وہ ان کی کھالیں اتار کر اچھی طرح دھو کر اور سکھا کر جب کھالیں ڈھیر ساری جمع ہو جاتی تو انہیں شہر لے جا کر فروخت کر دیتا۔ یہی اس کا ذریعہ معاش ہے بیمار ہونے پر وہ کئی بار اس کے کلینک آ چکا

تھا۔ ڈاکٹر کو اس کا نام بھی یاد تھا نوجوان کا نام گنمارڈ تھا۔ لڑکے نے جوشیلے انداز میں ڈاکٹر کی میز پر زور سے مکا مارتے ہوئے کہا' ڈاکٹر آپ حیران ہوں گے کہ آپ کے کلینک میں مریض کیوں نہیں آتے میرے ساتھ چلئے میں آپ کو اس کی وجہ بتاتا ہوں۔

یہ ٹھیک تھا کہ کئی دنوں سے کوئی ایک بھی مریض ڈاکٹر رابرٹ کے کلینک میں نہیں آ رہا تھا اسے گنمارڈ کی بات پر حیرت ہوئی اور اس کے دل و دماغ میں تجسس بھی پیدا ہوا مگر یہ بات اس کے لئے ایسی بھی نہ تھی کہ وہ اس سے چند سوال کئے بغیر اٹھ کر اس کے ساتھ چل دیتا۔

گنمارڈ تم ہوش میں تو ہو میرے کلینک میں کسی مریض کے نہ آنے کی ایسی کیا وجہ ہو سکتی ہے جو تم مجھے دکھانا چاہتے ہو اس بستی میں کوئی اور کلینک کھل گیا ہے کیا میری تو سمجھ میں ایسی کوئی بات نہیں آ رہی اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں۔ تمہاری اس فضول سی بات سن کر میں اٹھ کر تمہارے ساتھ چل پڑوں۔

ڈاکٹر صاحب نہ تو اس بستی میں اور کوئی کلینک کھلا ہے جس کی وجہ سے مریض آپ کے کلینک آنا بند ہوئے ہیں اور نہ ہی میرے دماغ میں کوئی خلل واقع ہوا ہے جو میں ایسی بات کہہ رہا ہوں آپ میرے ساتھ چلیں تو سہی جو کچھ میں آپ کو دکھانے لے جا رہا ہوں اسے دیکھ کر آپ حیران ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔ گنمارڈ کہتا چلا گیا۔

آخر ڈاکٹر رابرٹ کو اٹھنا ہی پڑا کیونکہ جس تجسس کو وہ نوجوان پر ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتے تھے اگر اور کچھ وقت گذرتا تو وہ اسے چھپا نہ پاتے اور جھٹ اٹھ کر نوجوان کے ساتھ چل پڑتے لہٰذا وہ کرسی سے اٹھے ہیٹ سر پر پہنا اور گنمارڈ کے ساتھ ہو لئے۔

ڈاکٹر رابرٹ نے گنمارڈ کے ساتھ چلتے چلتے کہا' بھئی میں تمہارے ساتھ چل تو رہا ہوں وہاں جا کر دیکھ بھی لوں گا اب ویسے ہی بتا دو بات کیا ہے؟

ڈاکٹر صاحب آپ جانتے ہی ہیں میں ایک شکاری ہوں اور جنگل میں جگہ جگہ بھٹکنے لگا

کر لومڑیاں ریچھ اور خرگوش وغیرہ کو شکار کر کے ان کی کھالیں شہر میں بیچ آتا ہوں۔ چند دن پہلے میں شکنجے لگا کر قریب ہی کمبل لے کر لیٹ گیا اور پھر کچھ دیر بعد مجھے کڑک کی آواز سنائی دی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ٹارچ کی روشنی اس طرف ڈالی مگر مجھے وہاں کوئی جانور دکھائی نہ دیا میں پھر لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد مجھے کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی جیسے کوئی تکلیف میں ہو میں گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کہ کوئی انسان تو میرے شکنجے میں نہیں پھنس گیا میں نے پھر روشنی اس طرف ڈالی اب مجھے اسی شکنجے میں مدھم مدھم سا عکس دکھائی دیا شکنجہ ابھی پوری طرح بند نہیں ہوا تھا اس کا مطلب تھا کوئی شکنجے میں آیا ضرور ہے اب وہ عکس ایک ہیولے کی شکل اختیار کرتے کرتے پوری طرح واضح ہو گیا میرے سامنے موت شکنجے میں آ گئی تھی اس نے تکلیف کے لہجے میں کہا' مجھے اس شکنجے سے نجات دلاؤ میں موت ہوں ایسا کرو گے تو جب تمہارا وقت آئے گا تو میں تمہاری روح کو قبض کرتے ہوئے تکلیف نہیں ہونے دوں گی۔

اس پر میں نے کہا' تم کبھی آزاد ہو گی تو میری روح قبض کرو گی۔ یہ سنتے ہی اس نے انسانی روپ بھر لیا اور مجھے دھمکیاں دینے لگی میں نے اس کی دھمکیوں کی پرواہ نہ کی اور زنجیر کو کھول کر اسے شکنجے سمیت گھسیٹتا ہوا وہاں لے گیا جہاں میں اپنے شکاروں کو بے بس کر کے پنجرے میں رکھا کرتا تھا میں نے اسے وہاں بند کر کے ایک بڑا سا تالا لگا دیا ہے۔ چلئے آپ اب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے گا۔ اور پھر یہ لوگ وہاں پہنچے ڈاکٹر نے دیکھا اس پنجرے میں ایک آدمی بند تھا ڈاکٹر نے کہا' کمارو یہ تم نے کیا کیا تمہیں معلوم نہیں تم ایک غیر قانونی حرکت کر بیٹھے ہو اس طرح تو پولیس تمہیں گرفتار کر لے گی۔

ڈاکٹر صاحب ایک شہری ہونے کے ناطے قانون کو میں بھی سمجھتا ہوں مگر میں نے کسی انسان کو نہیں موت کو قید کیا ہے آپ میری بات کا یقین کریں اور ہاں مجھے ایک کام یاد آ گیا ہے میں جا رہا ہوں آپ بھی چلے جائیں اور یہ جو انسانی روپ میں آپ کے سامنے ہے

اس پر ذرا ترس نہ کھائیں کیونکہ روح قبض کرتے ہوئے یہ بھی کسی پر ترس نہیں کھاتا اور پھر گنمارڈ نے سامنے ہی اپنے اصطبل میں سے ایک گھوڑا نکالا اور جنگل کی طرف چل دیا کہ دیکھے وہاں کوئی جانور اس کے شکنجے میں پھنسا ہے کہ نہیں ڈاکٹر بڑبڑایا یہ لڑکا پاگل ہو گیا ہے اس نے خوامخواہ ایک انسان کو قید کیا ہوا ہے مجھے اس کا علاج کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر رابرٹ جلدی کیجئے مجھے اس قید سے آزاد کر دیں مجھے بڑی وحشت ہو رہی ہے۔

ہاں ہاں میں ابھی کچھ کرتا ہوں۔ یہ کہتے ہوئے ڈاکٹر ادھر ادھر کچھ تلاش کرنے لگا اور پھر اس کی نگاہ ایک کلہاڑی پر پڑی جسے اس نے اٹھایا اور لے جا کر اس پنجرے کا تالا توڑنے لگا جو ضربوں سے ٹوٹ کر گر گیا اور پھر ڈاکٹر نے جیسے ہی پنجرے کا دروازہ کھولا موت کا فرشتہ اپنے اصلی روپ میں آ گیا اور بولا' ڈاکٹر رابرٹ آپ کا بہت بہت شکریہ اب میں جا کر پہلے گنمارڈ ہی کی روح قبضے میں کروں گا۔

ڈاکٹر تو اسے دیکھتے ہی چونک پڑا تھا اور اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ اس نے اس بہادر نوجوان گنمارڈ کی بات پر یقین کیوں نہ کیا اب اسے گنمارڈ کی فکر لاحق ہوئی اور اس نے بھی اصطبل میں سے ایک گھوڑا نکالا اور اس پر سوار ہو کر جنگل کی طرف چل پڑا وہ گھوڑے کو نہایت تیز دوڑا رہا تھا تاکہ گنمارڈ کو کہیں چھپا دے اور پھر وہ اس تک پہنچ گیا گنمارڈ نے بھی اسے دیکھ لیا وہ حیران تھا کہ ڈاکٹر اس کے پیچھے کیوں آ گیا ہے۔

گنمارڈ کہیں چھپ جاؤ موت تمہارے پیچھے آ رہی ہے۔ ڈاکٹر پکارا۔ مگر اتنے میں موت بھی وہاں پہنچ گئی اور اس نے گنمارڈ کی روح قبض کر لی گنمارڈ گھوڑے سے گر پڑا اس کا گھوڑا بھی الٹ گیا یہ دیکھتے ہوئے ڈاکٹر گھوڑے سے اتر آیا اور گنمارڈ کے قریب پہنچا اس نے گنمارڈ کی نبض دیکھی دل کی دھڑکن سننے کی کوشش کی وہ جانتا تھا دل کی دھڑکن بند ہونے پر کوشش کر کے اسے دوبارہ چلایا جا سکتا ہے اب اس نے اپنے پیشے کی پوری صلاحیت صرف کر دی سینے پر زور زور سے دباؤ ڈالا منہ کے ساتھ منہ لگا کر اس کی سانس

حال کرنے کی کوشش کی آخر وہ کامیاب ہو گیا موت کا فرشتہ بھی وہیں کھڑا اس کی حرکات
یکھ رہا تھا ڈاکٹر رابرٹ اس سے مخاطب ہوا۔ اے موت یہاں سے چلی جا ابھی گنمارڈ کا
وقت نہیں آیا تھا تم نے غلط وقت پر اس کی روح قبض کی تھی جو میں نے اپنی کوشش سے
اس کے جسم میں دوبارہ داخل کر دی خدا نے کسی کا جو وقت مقرر کیا ہے تمہیں اس وقت
سے پہلے اس کی جان لینے کا کوئی حق نہیں۔ فرشتہ اس کی باتیں سن کر نادم ہوا اور وہاں
سے چلا گیا اتنے میں گنمارڈ بھی اٹھ بیٹھا تھا۔

خوفناک کہانی نمبر

آخری لمحے

عنایت اللہ محمود

مارتھا جو دیکھنے میں مشکل سے اٹھارہ سال کی لگتی
ھی بڑے اعتماد کے ساتھ ٹرین کے فرسٹ کلاس ڈبے
ں سے نیچے اتری اس وقت شام کے کوئی سات آٹھ
بجے تھے ہوا میں کافی خنکی تھی اس کے کالر پر پڑے
چمکیلے سیاہ بالوں کی لمبی لمبی انگلیوں سے انہیں بکھیرتا چلا
گیا۔ مارتھا نے فوراً ہی اپنے خوبصورت ہاتھوں کی
لمبی لمبی انگلیوں سے انہیں ٹھیک کر لیا۔ جیسے ہی ہوا
کے ایک اور سرد جھونکے نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا

مارتھا نے جلدی سے ٹھٹھرتے ہاتھوں سے اپنا نیا سوٹ کیس اور ہلکا پھلکا ٹائپ رائٹر جو سفر میں آسانی سے ساتھ لے جا سکتا تھا قلی کے آگے رکھ دیا۔ ایک ٹیکسی میرا انتظار کر رہی ہو گی اس نے قلی کی سوالیہ نظروں کے جواب میں کہتے ہوئے دوسرے مسافروں پر نظر ڈالی جو کہ اسٹیشن پر جلنے والی مدھم اور ناکافی روشنی میں سردی کی وجہ سے سکڑے سمٹے نظر آ رہے تھے۔ مارتھا نے قلی کو اپنے آگے چلنے کا اشارہ کیا تاکہ اپنی مطلوبہ ٹیکسی تلاش کر سکے۔ گھبراہٹ اور جوش کی حالت میں اس نے اپنی نوکری کے بارے میں سوچا تو اسے اپنے دل کی دھڑکن میں تیزی محسوس ہوئی اسے یہ نوکری کسی پرائیویٹ کمپنی کی طرف سے آفر ہوئی تھی۔ تمام معاملات خط و کتابت کے ذریعے طے ہوئے تھے۔ وہ اسی نوکری کے سلسلے میں لندن کے اس دور دراز علاقے میں آئی تھی۔ چاند کی زرد روشنی بادلوں کا سینہ چیر کر ماحول کو اپنی لپیٹ میں لئے ہوئے تھے۔ پھر جیسے ہی اس نے قلی کو واپس آتے دیکھا جس نے اپنے کندھے اچکاتے ہوئے ناں میں سر ہلایا تو بے چینی کی ایک لہر اس کے اندر اٹھی۔ قلی جو اب پاس آ چکا تھا۔ بولا میڈم یہاں کوئی ٹیکسی آپ کے انتظار میں نہیں کھڑی۔ اسی وقت مارتھا کی نظر نزدیک کے ایک آدمی پر پڑی جس نے اخبار کو لپیٹ کر اپنے دانتوں میں دبا رکھا تھا اور اپنے چمڑے کے دستانے اتار رہا تھا۔ مارتھا نے نظریں اس شخص سے ہٹا کر مایوسی سے قلی سے کہا مگر ٹیکسی موجود ہونی چاہئے تھی۔ مسز لیونگ نے مجھے خط میں یہ بتا دیا تھا کہ یہاں پہنچنے پر انہوں نے میرے لئے ٹیکسی کا بندوبست پہلے سے کر دیا ہو گا۔ قلی نے بے زاری سے اس کی طرف دیکھا جیسے اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہ ہو پھر بولا لیکن یہاں تو کوئی بھی ٹیکسی موجود نہیں آپ کو جانا کہاں ہے۔ مجھے بیلے فورڈ تک جانا ہے مارتھا نے جواب دیا۔ قلی نے کچھ سوچا پھر بولا میڈم پھر تو آپ کو بس کا انتظار کرنا ہو گا جو آپ کو بیلے فورڈ تک لے جائے یا پھر اتنا کہہ کر پھر قلی تیزی سے اس آدمی کی طرف بڑھا جو اپنے دستانے اتار کر وہاں کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مسٹر کینٹ کیا آپ میڈم کو اپنی گاڑی میں بیلے فورڈ تک لفٹ دے سکتے ہیں قلی جانتا تھا کہ بیلے فورڈ جانے والی بس کے آنے میں بھی کوئی پچیس منٹ باقی تھے اور اتنی ٹھنڈ میں تو اب پانچ منٹ انتظار کرنا مشکل تھا' ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں آدمی جس کا نام کینٹ تھا نے مارتھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مارتھا نے قلی کو اس کا معاوضہ پکڑایا اور چبھتی ہوئی

ظروں سے کینٹ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی شکریہ۔ یں بس کا انتظار کر لوں گی اس کی بات سن کر مسٹر کینٹ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اس پر مارتھا کو ور بھی زیادہ غصہ آیا لیکن پھر تھوڑی ہی دیر میں اسے یہ احساس ہو گیا کہ واقعی اتنی ٹھنڈ میں یہاں کھڑا رہنا کتنا مشکل تھا۔ ٹھنڈ سے اس کا سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا۔ بے چارگی کے عالم میں اس نے کینٹ نامی شخص کی طرف دیکھا تو یہ دیکھ کر پریشان ہو گئی کہ وہ اپنی جگہ پر موجود نہیں اس نے جلدی سے چاروں طرف دیکھا مسٹر کینٹ دور کھڑی اپنی کار میں بیٹھ رہے تھے اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سٹارٹ کر لیتے مارتھا اپنی چیزیں اٹھائی تیزی سے بھاگتی ہوئی کار تک پہنچی اور مسٹر کینٹ سے لفٹ کے لئے کہا اس دفعہ مسٹر کینٹ نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ انہیں گاڑی میں بیٹھنے کے لئے کہا اور مارتھا کے بیٹھتے ہی گاڑی اسٹارٹ کر دی تمام راستے انہوں نے زیادہ بات نہیں کی ہاں کینٹ کے پوچھنے پر مارتھا نے یہ ضرور بتا دیا کہ وہ کسی نوکری کے سلسلے میں یہاں آئی ہے اور اسے یہ بھی پتہ چلا کہ کینٹ نامی یہ شخص ایک جرنلسٹ ہے۔ پھر جیسے ہی پہلے فورڈ کا شاپ آیا مارتھا نے اسے رک جانے کے لئے کہا۔ کینٹ نے جب کہا کہ وہ اسے اس گھر تک چھوڑ آئے گا جو اسے رہائش کے طور پر ملا ہے تو مارتھا نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ یہاں سے آگے وہ خود ہی چلی جائے گی وہ اجنبیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہ کرتی تھی۔ لیکن جب مسٹر کینٹ نے اس سے یہ کہا کہ اجنبی شہر میں ہوتے ہوئے اگر اسے کسی مدد کی ضرورت ہو تو وہ کینٹ سے رابطہ کر سکتی ہے تو غیرارادی طور اس نے کینٹ کو ایک پیپر دیا جس پر اس کی رہائش جو اسے نوکری کے ساتھ ہی ملی کا پتہ لکھا تھا دے دیا اور اس سے اس کا ٹیلی فون لے کر اپنے بیگ میں رکھ لیا مسٹر کینٹ نے بھی وہ پیپر ویسے ہی تہہ کیا ہوا اپنی جیب میں رکھ لیا۔ شاپ سے مارتھا آگے چل پڑی اسے زیادہ وقت نہ ہوئی کیونکہ اس گھر کا نقشہ اس کے پاس تھا جلد ہی وہ سیاہ رنگ کی ایک عمارت کے سامنے کھڑی تھی جو بہت بڑی تو نہ تھی لیکن خاصی عظیم الشان تھی۔ تو مجھے یہاں رہنا ہے مارتھا نے خوش ہوتے ہوئے سوچا عمارت کے باہر مسز لیونگ کے نام کی تختی لگی تھی لیکن حیرت کی بات تھی کہ دروازہ باہر سے مقفل نہ تھا پھر مارتھا نے سوچا کہ ہو سکتا ہے۔ مسز لیونگ یہاں اس سے ملاقات کے لئے موجود ہوں یا پھر کوئی ملازمہ لیکن میرے لئے ملازمہ یہ سوچ کر مارتھا کو ہنسی آگئی اور وہ سر جھٹک کر

اندر داخل ہوئی۔ اس کی حیرت بہت بڑھ گئی جب اس نے عمارت کو اندر سے بھی خالی پایا اگر یہاں کوئی موجود نہیں تو پھر دروازہ پہلے سے کیوں کھلا تھا۔ مارتھا کے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں لیکن وہ ایک بہادر لڑکی تھی اس نے سارے خیالات کو ذہن سے جھٹکا شدید بھوک محسوس کرتے ہوئے اس نے سب سے پہلے کچن تلاش کرنے کا سوچا گرم گرم کھانا اور کافی کا خیال آتے ہی اس کی بھوک چمک اٹھی جلد ہی اسے کچن مل گیا اچھا صاف ستھرا کچن تھا جس میں ایک عدد چھوٹا ریفریجریٹر بھی موجود تھا اسے یقین ہو گیا کہ اس کے کھانے پینے کے لئے بہت سا سامان فریج میں موجود ہو گا لیکن جیسے ہی اس نے فریج کھولا ایک ناگوار سی خوشبو نے اس کا استقبال کیا فریج بالکل خالی پڑا تھا اس میں کھانے کے لئے ایک انگور کا دانہ تک نہ تھا بلکہ ناگوار سی بو جو یقیناً کچے گوشت اور خون کی تھی سے بھرا ہوا تھا مارتھا نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا بدبو سے اسے ابکائی محسوس ہونے لگی تھی اس نے کچن کی جلدی جلدی تلاشی لی لیکن کچن میں کھانے کو کچھ بھی نہ تھا الماریاں خالی پڑی تھیں حد تو یہ تھی کہ نلکوں میں پانی تک نہ آ رہا تھا۔ شدید پریشانی کے عالم میں وہ کچن سے باہر آ گئی۔ اب پہلی دفعہ اسے محسوس ہوا کہ پورا گھر شدید سردی کی لپیٹ میں تھا حالانکہ سارے کھڑکیاں دروازے بند تھے۔ بھوک اور سردی کی شدت سے نڈھال ہو کر وہ دھپ سے صوفے پر گر پڑی اچانک اس کو محسوس ہوا جیسے کمرے میں کسی نے سسکی بھری ہو۔ مارتھا نے چونک کر کمرے میں نگاہ دوڑائی کمرے میں تو کیا اس پورے گھر میں اس کے علاوہ کوئی نہ تھا پھر یہ آواز کیسی تھی مارتھا نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر انہیں تر کیا اس کے دل میں یہ خواہش شدت سے ابھری کہ کاش اس وقت اس کا کوئی اپنا اس کے پاس ہوتا تنہائی کا احساس خوف کو جنم دیتا ہے لیکن وہ تو اس شہر میں بالکل اکیلی تھی۔ کوئی بھی تو جاننے والا نہ تھا۔ مسز لیونگ جنہوں نے اسے یہ ملازمت دی تھی اس کی تو ان سے ملاقات تک نہ ہوئی تھی اوپر سے رہائش کے لئے انہوں نے اس پراسرار سے مکان کا بندوبست کر دیا تھا مارتھا کو یکا یک مسز لیونگ پر غصہ آنے لگا۔ غصے کے عالم میں اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس کی نظر ٹیلی فون پر پڑی یکدم اس کے چہرے پر اطمینان جھلک آیا اس جوان جرنلسٹ کا فون نمبر تو اس کے پاس تھا جس نے اسے اسٹیشن سے لفٹ دی تھی وہ کچھ معقول آدمی نظر آتا تھا مارتھا فوراً فون کی طرف بڑھی تاکہ اس سے بات

کر کے اپنی پریشانی کم کرے پھر جیسے ہی اس نے ریسیور اٹھایا تو اس پر یہ انکشاف ہوا کہ فون ڈیڈ پڑا تھا غصے کی شدت سے اس کا منہ سرخ ہو گیا اس نے دل میں مسز لیونگ کو ہزار گالیاں دیتے ہوئے اپنا بیگ اٹھایا مجھے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں بھوک نے میرے اعصاب پر برا اثر ڈالا ہے مجھے اب گھر سے باہر جا کر کھانے پینے کا کچھ سامان لانا ہو گا یہ سوچ کر وہ دروازے کی طرف بڑھی پھر جیسے ہی اس نے دروازہ کھولنا چاہا تو خوف کی ایک لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی دروازہ باہر سے لاک تھا یہ کیسے ہوا' دروازہ کس نے بند کیا' کیا اس گھر میں میرے علاوہ کوئی اور بھی موجود ہے اگر ایسا ہے تو وہ سامنے کیوں نہیں آتا یکایک اسے ایسا لگا جیسے وہ اس چوہے کی مانند ہے جو پنجرے میں پھنس جانے کے بعد بالکل بے بس ہو جاتا ہے اسے کسی انجانی ہستی نے اسے کمرے میں بند کر دیا تھا اب آگے کیا ہونے والا تھا کیا وہ کسی بہت بڑے خطرے میں پھنس گئی ہے غم کی شدت سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ خاموشی سے واپس ہوئی اور صوفے پر بیٹھ گئی نہ جانے کتنی دیر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی اسے اپنی بوڑھی ماں اور دو چھوٹی بہنوں کی یاد آنے لگی اس کا باپ کا چند سال پہلے انتقال ہو گیا تھا بھائی کوئی تھا نہیں لہٰذا گھر چلانے کی ذمے داری اب اس کے کاندھوں پر تھی اور یہی وجہ تھی کہ تعلیم حاصل کرنے کی بجائے اس نے یہ نوکری کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ اجنبی لوگوں سے صرف خط کے ذریعے سارے معاملات طے کر کے وہ اس اجنبی شہر میں اکیلی ہی چلی آئی تھی۔ دفعتاً" کمرے کا ہینڈل گھوما کوئی باہر سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہونے ہی والا تھا مارتھا نے جلدی سے اردگرد نظر دوڑائی نہ جانے آنے والا کون تھا اور اس کے کیا ارادے تھے اپنے بچاؤ کی خاطر اس نے پاس پڑا ایک گلدان اٹھا لیا اور ذرا دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی پھر دروازہ کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی عورت پر نظر پڑتے ہی مارتھا کھڑی کی کھڑی رہ گئی اس کی وجہ اس عورت کی شخصیت تھی دراز قد اور بھرے بھرے جسم کی مالک یہ عورت خاصی امیر نظر آئی تھی گوری رنگت پر نیلی آنکھیں جن پر اس نے سنہری فریم کا چشمہ لگا رکھا تھا جو یقیناً اس کے بے پناہ خوبصورت چہرے کی خوبصورتی میں اور بھی اضافہ کر رہا تھا عورت کی عمر کوئی تیس پینتیس کے لگ بھگ ہو گی اور وہ سیاہ رنگ کے بڑے شاندار لباس میں تھی کالے لباس میں سے اس کے سفید بازو یوں نظر آ رہے تھے جیسے سنگ مرمر میں ڈھلے ہوں

پتلے پتلے سرخ ہونٹ کسی کبوتر کے خون کے مانند دکھائی دیتے تھے مارتھا جیسے سحر زدہ سی اسے دیکھتی رہ گئی۔ مجھے مسز لیونگ کہتے ہیں عورت نے اپنی نظریں مارتھا پر گاڑے ہوئے اپنا تعارف کروایا۔ مارتھا کو جیسے ایک دم ہوش آ گیا۔ مسز لیونگ تو یہ ہیں وہ خاتون جنہوں نے مجھے نوکری دی ہے لیکن یہ اچانک یہاں کیسے آ گئیں مارتھا نے الجھے ہوئے انداز میں سوچا لیکن کچھ پوچھنے کی جرات نہ کر سکی یقیناً تمہیں گھر پسند آیا ہو گا۔ اُفوہ میں معذرت چاہتی ہوں کہ اسٹیشن پر تمہیں لینے کے لئے گاڑی نہ بھجوا سکی مجھے بھولنے کی عادت ہے تمہیں تکلیف تو ہوئی ہو گی یہاں تک پہنچنے میں۔ مارتھا نے بہت چاہا کہ وہ کچھ بولے لیکن اس کی زبان تو جیسے گنگ ہو گئی تھی پھر بھی اس نے سر کو نفی میں ہلا دیا ٹھیک ہے تم بیٹھو میں تمہارے کھانے کو کچھ لاتی ہوں اصل میں مجھے اپنے ملازموں کا خیال رکھنا اچھا لگتا ہے میں کسی کو خود سے کمتر نہیں سمجھتی چونکہ سفر سے آئی ہو تھکی ہوئی ہو لہٰذا میں نے سوچا کہ تمہیں کھانا وغیرہ خود ہی دے آؤں اور ساتھ میں یہ بھی پتہ کر لوں کہ کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں اتنا کہہ کر وہ کچن کی طرف بڑھ گئی مارتھا نے اس کے جاتے ہی سکون کا سانس لیا اتنی خوبصورت ہونے کے باوجود اس کی شخصیت کتنی پراسرار اور خوفناک لگتی ہے اور اس خالی کچن میں سے میرے کھانے کے لئے چالاک عورت کیا لائے گی مارتھا نے سر جھٹکا کر کچن کی طرف دیکھا اور صوفے پر بیٹھ گئی بے خیالی میں اس کا ہاتھ ساتھ رکھی میز پر پڑی کسی چیز پر پڑا تو وہ چیز نیچے گر گئی مارتھا نے جلدی سے جھک کر وہ چیز اٹھائی یہ ایک لڑکی کا مجسمہ تھا جو پتھر کا بنا ہوا تھا لیکن جس بات نے مارتھا کو چونکنے پر مجبور کیا۔ وہ یہ تھی کہ مجسمے کی صورت بالکل مسز لیونگ جیسی تھی پھر اچانک اسے لگا جیسے مجسمے میں حرکت ہوئی ہو اور اس نے اپنی آنکھیں اٹھا کر مارتھا کی طرف دیکھا ہو۔ مارتھا کی تو جیسے جان نکل گئی اس نے جلدی سے مجسمہ پرے پھینک دیا۔ یہاں ضرور کوئی خطرناک کھیل کھیلا جانے والا ہے مجھے یہ گھر آسیب زدہ لگتا ہے اور یہ عورت یہ خود بھی کسی خبیث روح سے کم نہیں لگتی مجھے فوراً" یہاں سے بھاگ جانا چاہئے ہاں مجھے بھاگ جانا چاہئے مارتھا نے خود سے کہا اور جلدی سے اٹھ کر باہر کی طرف بھاگی لیکن اس وقت مسز لیونگ کچن میں سے برآمد ہوئی اس نے ہاتھوں میں ٹرے پکڑ رکھا تھا جس میں طرح طرح کے کھانے رکھے تھے بھنا ہوا مرغ' سینڈوچ' کافی کا مگ اور نہ جانے کیا کچھ گرم گرم کھانا دیکھ کر مارتا

کے دل کی دھڑکن اور بھی تیز ہو گئی اس لئے کہ وہ جانتی تھی کہ کچن میں تو کھانے پینے کی کوئی بھی شے نہیں تھی پھر چند منٹوں میں یہ گرم گرم کھانا سخت سردی کے باوجود مارتھا کی پیشانی پسینے سے بھیگ گئی بیٹھ جاؤ اور کھانا کھاؤ مسز لیونگ نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے جیسے حکم دیا اور وہ جلدی سے بیٹھ گئی اس عورت کی آنکھوں نے جیسے اس پر سحر سا کر دیا تھا وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اور چپ چاپ کھانا کھانے لگی اس دوران وہ عورت سامنے بیٹھے مسلسل اسے دیکھتی رہی۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو گئی تو مسز لیونگ اٹھ کھڑی ہوئیں اب میں چلتی ہوں تم آرام کرو۔ اتنا کہہ کر وہ باہر کو چل دی اس کے جاتے ہی مارتھا کو جیسے ہوش آ گیا اس نے بھاگ کر جا کر دروازہ دیکھا تو دروازہ باہر سے پھر لاک تھا یہ میں کس شیطانی چکر میں پھنس گئی ہوں مارتھا نے اپنا سر تھام لیا اور جیسے ہی پلٹی کھانے کی ٹرے پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ٹرے میں چند منٹ پہلے جو بچا کھچا کھانا پڑا تھا وہ بدل چکا تھا سینڈوچز کی جگہ کسی مردے کی ہڈیاں پڑی تھیں بھنے ہوئے مرغ کی جگہ انسانی ہاتھ جو تازہ کلائیوں سے کٹے ہوئے تھے کیونکہ ان میں سے ابھی تک خون رس رہا تھا اور کافی کے مگ میں جو کہ مارتھا پی چکی تھی پیندے میں جو سیال نظر آ رہا تھا وہ یقیناً انسانی خون تھا یہ منظر اتنا خوفناک تھا کہ مارتھا برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہوتی چلی گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے خود کو اسی کمرے میں پایا وہ بیڈ پر لیٹی تھی اور نزدیک ہی کوئی عورت کھڑی پیچھا کیے کچھ کرنے میں مصروف تھی مارتھا کو سب کچھ یاد آ گیا اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ عورت بلاشبہ مسز لیونگ ہی تھی اور اب نہ جانے یہاں موجود کیا کر رہی تھی ابھی مارتھا اٹھ کر بیٹھنے ہی لگی تھی کہ اس عورت نے پلٹ کر مارتھا کو دیکھا اف میرے خدا اس کا چہرہ کتنا بھیانک ہو گیا تھا آنکھوں کے گرد گہرے گڑھے سفید ہونٹ اور چہرے کی رنگت بالکل سفید لٹھے کی طرح۔ اور بڑی بڑی آنکھیں بے انتہا سرخ جیسے چہرے کا سارا خون سمٹ کر آنکھوں میں آ گیا ہو پھر جیسے ہی مارتھا کی نظر اس کے ہاتھوں پر پڑی تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اس کے ہاتھوں میں ایک بڑی سی چھری تھی جس کی تیز دھار چاندی کی طرح چمک رہی تھی۔ مارتھا کی چیخ کے جواب میں اس نے مسکرا کر مارتھا کی طرف دیکھا تو اس کے لمبے لمبے سفید دانت منہ سے باہر نکل آئے لڑکی زیادہ شور نہ مچا دیکھ میں بیمار ہوں ناں مجھے ٹھیک ہونے کے لئے

خون چاہئے تازہ اور گرم تیرے جیسی صحت مند لڑکی کا خون اب تو خاموشی سے لیٹ جا تاکہ میں تیری شہہ رگ کاٹ کر تیرے خون سے اپنی پیاس بجھاؤں اتنا کہہ کر وہ چھری پکڑے مارتھا کی طرف بڑھی خوف سے مارتھا کی گھگھی بندھ گئی اسے یقین ہو گیا کہ اس کی موت یقینی ہے یہ پاگل عورت جو شاید کوئی بدروح ہے اسے زندہ نہیں چھوڑے گی وہ ٹکٹکی باندھے مسز لیونگ کو دیکھنے لگی جو چھری اٹھائے لحہ بہ لحہ اس کے نزدیک آ رہی تھی جان تو ہر انسان کو پیاری ہوتی ہے۔ مارتھا کو بھی اس لیے اور تو کچھ نہ سوجھا اس نے جلدی سے بستر کی چادر اٹھائی اور مسز لیونگ کے اوپر ڈال کر اسے دھکیلتی ہوئی دروازے کی طرف بھاگی اس کی خوش قسمتی کہ دروازہ کھلا تھا مارتھا پوری طاقت سے دوڑتی ہوئی اس عمارت سے باہر نکل آئی اس وقت کوئی آدھی رات کا وقت تھا لیکن گلی میں سٹریٹ لائٹ کی روشنی پھیلی تھی مارتھا کو لگ رہا تھا جیسے مسز لیونگ اس کے پیچھے پیچھے آ رہی ہے اچانک وہ بھاگتے بھاگتے کسی سے ٹکرائی اور پھر بے ہوش ہوتی چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

ادھر مسٹر کینٹ جو کہ ایک جرنلسٹ تھا اور جس نے مارتھا کو بیلے فورڈ تک لفٹ دی تھی رات جیسے ہی اس نے گھر پہنچ کر کپڑے تبدیل کرنے لگا اس کی جیب سے مارتھا کا پتہ نکل آیا اس نے سرسری نگاہ اس پتے پر ڈالی تو اچھل پڑا مکان نمبر ۱۰۲ سٹریٹ نمبر ۴ بیلے فورڈ بلیک بلڈنگ۔ بلیک بلڈنگ کا نام پڑھتے ہی اس نے اپنا سر پکڑ لیا اس معصوم لڑکی کی جان خطرے میں تھی بلیک بلڈنگ آسیب زدہ مشہور تھی اس سے پہلے بھی اس کے باہر سے چھ لڑکیوں کی لاشیں مل چکی تھیں جن کی گردنیں ایک کان سے دوسرے کان کی لو تک کٹی ہوئی تھیں اور جن کے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ غائب ہوتا بعد میں پولیس کی تفتیش سے پتہ چلا کہ ان میں سے ہر لڑکی کسی دور کے علاقے سے تعلق رکھتی تھی اور اس کے گھر والوں کے مطابق وہ کسی نوکری کے سلسلے میں یہاں آئی ہوئی تھی۔ مسٹر کینٹ چونکہ جرنلسٹ تھا اسے وہ واقعات کا پوری طرح علم تھا اسے خود پر شدید غصہ آیا کہ یہ پتہ ہونے کے باوجود کہ بیلے فورڈ ہی وہ منحوس عمارت تھی اور یہ بھی کہ مارتھا وہاں نوکری کے سلسلے میں آئی تھی اس کے ذہن میں یہ خیال کیوں نہ آیا کہ مارتھا کو بھی اس شیطانی چکر میں پھنسایا جا رہا ہے۔ اس نے گھڑی پر نگاہ ڈالی رات کے گیارہ بج رہے تھے اس لڑکی کو ہر صورت میں بچانا ہو گا کینٹ نے سوچا اور اپنی گاڑی

میں بیٹھ کر گاڑی کو فل سپیڈ میں دوڑا دیا۔ وہ فادر مائیکل کے پاس جا رہا تھا اس لئے کہ شیطانی قوتوں سے نمٹنے کے لئے اسے ان کی مدد کی ضرورت تھی پھر فادر کے پاس پہنچ کر اس نے انہیں تمام بات سے آگاہ کیا فادر بھی فوراً" اٹھ کھڑے ہوئے جلدی چلو ایسا نہ ہو کہ ہم اس معصوم لڑکی کو نہ بچا سکیں۔ دونوں گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی کو بیلے فورڈ کی طرف دوڑا دیا گاڑی اس گلی کے باہر کھڑی کر کے دونوں جلدی سے باہر نکلے اور پھر بلڈنگ کی طرف دوڑ لگا دی یہ وہی لمحہ تھا جب مارتھا اپنی جان بچانے کے لئے بلڈنگ سے باہر آ چکی تھی اور وہ شیطان عورت بھی اس کے پیچھے تھی اور مارتھا کینٹ سے ہی ٹکرائی تھی جس نے فوراً" ہی اسے سنبھالا دیا لیکن وہ بے ہوش ہو چکی تھی ادھر وہ شیطانی عورت بھی کینٹ کے ساتھ فادر کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی تھی اس نے واپس بھاگنا چاہا لیکن فادر نے اسے اس کا موقع نہ دیا اور منہ میں کچھ پڑھتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی صلیب کا رخ اس کی طرف کر دیا اس کے ساتھ شیطانی عورت کے جسم میں آگ لگ گئی اور وہ وحشتناک انداز میں چلانے لگی اس کی چیخوں کی آواز سن کر تمام گھروں سے لوگ باہر نکل آئے اور خوفزدہ ہو کر یہ منظر دیکھنے لگے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ خبیث روح جل کر خاک ہو گئی اس سے پہلے فادر اس کا کچھ اس لئے نہ بگاڑ سکے تھے کہ وہ بلڈنگ سے باہر کبھی نہیں ملی تھی اور بلڈنگ کے اندر انہوں نے جب بھی داخل ہونا چاہا تھا۔ کوئی نادیدہ ہستی انہیں اندر داخل ہونے سے روک دیتی تھی اب جب کہ شیطانی عورت مر چکی تھی فادر نے بلڈنگ کو چاروں طرف سے مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دی تاکہ آئندہ وہاں کوئی شیطانی قوت بسیرا نہ کرے ادھر مارتھا کو کینٹ ہاسپٹل لے گیا جہاں تھوڑی دیر کے بعد اسے ہوش آ گیا خود کو محفوظ دیکھ کر مارتھا کو یقین نہ آیا لیکن پھر جب کینٹ نے اسے تمام واقعہ بتایا تو اس کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے اسے یقین ہو گیا کہ اس کی بوڑھی ماں کی دعاؤں کے نتیجے میں آج اس کی زندگی بچ گئی اور خدا کی طرف سے اسے یہ امداد ملی ورنہ اگر وہ کینٹ کو اپنا پتہ نہ دیتی تو کیا ہوتا پھر جب کینٹ نے اسے اپنے اخبار میں ایک اچھی نوکری کی آفر کی تو مارتھا کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اصل جاب تو اسے اب مل گئی تھی۔